لِیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

ایڈیٹر: ظفر احمد سرور

# تیسری شرطِ بیعت

یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نمازِ تہجّد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دِلی محبّت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اُس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنائے گا۔


The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by **The Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**
2141 Leroy Place, N.W., Washington DC 20008. Ph: (202) 232—3737
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Athens, OH 45701



Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719



NON PROFIT ORG
U. S. POSTAGE
P A I D
CHAUNCEY, OHIO
PERMIT # 1

# رمضان المبارک کے فضائل و برکات

ایک دفعہ ماہِ رمضان المبارک کے آغاز سے ایک دن قبل یعنی ماہِ شعبان کے آخری روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضورؐ نے مختصر لیکن نہایت جامع الفاظ میں رمضان المبارک کے فضائل و برکات پر روشنی ڈالی ہے۔ آپؐ نے اِس ماہ کو عظیم اور مبارک قرار دیا ہے۔ آپؐ کے خطبہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"اللہ تعالیٰ نے اِس ماہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی راتوں کو کھڑا ہونے یعنی نمازِ تہجّد ادا کرنے کی بطور نفل تلقین فرمائی ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے قُرب کے حصول کی خاطر اس ماہ میں نیکی کی کوئی خصلت اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دوسرے مہینوں میں بجا لائے گئے فرض کے برابر ثواب عطا کرے گا اور جو شخص اِس ماہ میں کوئی فرض بجا لائے گا اُسے دوسرے مہینوں میں کی گئی فرض نیکی سے ستّر گنا ثواب دیا جائے گا۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کی جزاء جنّت ہے پھر یہ ہمدردی کا مہینہ ہے۔ اس میں بندوں کے رزق میں (حسّی و معنوی دونوں لحاظ سے) اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصّہ تو رحمت ہے۔ درمیانی حصّہ باعثِ مغفرت ہے اور آخری حصّہ دوزخ کی آگ سے آزاد کرانے کا موجب ہے۔ جو شخص اِس ماہ میں اپنے ملازمین اور غلاموں کے کام میں تخفیف یعنی کمی کر دے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کے سامان کرے گا اور اس کو جہنّم کی آگ سے نجات دے گا۔"

پس یہ خطبہ مبارکہ ہر مومن فرد کے لئے ایک عظیم الشّان بشارت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ہدایات کے ماتحت اِس ماہ کو گذارے اور اِس طرح اس سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ جو شخص اِس ماہ میں بھی اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا اور اپنی خواہشاتِ نفسانیہ کے پیچھے لگا رہتا ہے اس سے زیادہ بدقسمت اَور کون ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو غضبِ الٰہی سے محفوظ رہنے اور اس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

○

# مُصلح موعُود کے متعلّق عظیم الشّان پیشگوئی

" خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ (حق) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لاویں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کُھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عمانوائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدّس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظھر الاوّل والآخر۔ مظھر الحقّ

والعلاء کان اللہ نزل من السمآء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًا۔

پھر خدائے کریم جلّ شانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتینِ مبارکہ سے جن میں تُو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور مَیں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہوجائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بَلا پر بَلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہوجائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اِرد گرد پھیلائے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دُنیا منقطع ہوجائے عزّت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ مَیں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بُلا لوں گا پر تیرا نام صفحۂ ہستی سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذِلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابُود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دِلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ ..... کے اس دوسرے گروہ پر تابروزِ قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں بھُولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تُو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاءِ بنی اسرائیل۔ یعنی ظلّی[1] طور سے

---

[1] اُمّتی کا کمال ہے کہ اپنے نبی متبوع سے بلکہ تمام انبیائے متبوعین علیہم السلام سے مشابہت پیدا

ان سے مشابہت رکھتا ہے اور تُو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تُو مجھ سے اور مَیں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبّت ڈالے گا یہانتک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچّا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔ فقط"

(اشتہار ۱۰ رفروری ۱۸۸۹ء)

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کرے۔ یہی کامل اتباع کی حقیقت اور علّتِ غائی ہے جس کے لئے سورہ فاتحہ میں دعا کرنے کے لئے ہم لوگ مامور ہیں بلکہ یہی انسان کی فطرت میں تقاضا پایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ..... لوگ اپنی اولاد کے نام بطور تفاول عیسٰیؑ، داؤدؑ، موسٰیؑ، یعقوبؑ، محمدؐ وغیرہ انبیاء علیہم السّلام کے نام پر رکھتے ہیں اور تب یہ ہوتا ہے کہ تا وہی اخلاق وبرکات بطور ظلّی ان میں بھی پیدا ہو جائیں۔ فتدبّر

# بچّوں میں اخلاقِ حسنہ کی آبیاری

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچّوں کی تربیت کے بارہ میں والدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہر واقفِ زندگی بچّہ جو وقفِ نَو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبّت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیئے اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہیئے۔ جس طرح RADIATION کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اس طرح پرورش کرنے والی ماں باپ کی باہنوں میں سچائی اس بچّہ کے دل میں ڈوبنی چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچّا ہونا پڑے گا..... اِس لئے اب ان بچّوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجّہ کرنی ہوگی اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر یا مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ یہ خدا کی مقدّس امانت اب آپ کے گھر میں پَل رہی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ رفروری ۱۹۸۹ء)

# نیا سال آیا نئے گیت گاؤ

مبارک خدا نے عجب دن دکھایا
مبارک کہ پھر اک نیا سال آیا

جہاں میں محبت کی رمزیں نئی ہیں
مقاصد نئے اور مرادیں نئی ہیں

اٹھو گیت گاؤ پیمبر کی باتیں
محبت کی باتیں ہیں دلبر کی باتیں

وہی ہیں ترانے وہی ہیں فسانے
چلے ہیں مسیحا کی باتیں سنانے

وہی اک محبت کے نغمے سہانے
نقوش ایک نفرت کے دل سے مٹانے

زمانہ کو رستے وفا کے دکھانے
پئے جد و جہد محبت بلد نے

مجھے آپ سے آرزو ہے وفا کی
یہ کیا آپ کو رسم ہے جفا کی

دلوں کو لبھاؤ سدا مسکراؤ
نیا سال آیا نئے گیت گاؤ

(امین اللہ خان سالک)

ظلم کی راہ اختیار کرنے والی بڑی طاقتوں کے بارے میں قرآنی پیشگوئی

# خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ نفرت اور تکبّر کا سر ضرور توڑا کرتا ہے

## سارے عالمِ اسلام کو سیاسی لحاظ سے اکٹھا کرنے کی شدید ضرورت ہے

## یہ وہی طریق ہے جس کو اختیار کر کے قائداعظم نے برصغیر کے مسلمانوں کو متحد کیا تھا

## آج اقوامِ متحدہ امریکہ کی رعونت کا نام بن چکا ہے اور کوئی ملک انسانیت کے حقوق کی بات نہیں کرتا

## ظالم قوموں سے مقابلہ سچائی کے نام پر وحدت سے ہوگا جس کے لئے عالمی فضا تیار ہے

## دنیا بھر کے احمدی ظلم کے خلاف حق کی آواز کو جرأت سے بلند کریں مجھے یقین ہے یہ آواز طاقت پکڑے گی

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز - یہ خطبہ بیت الفضل لندن سے مواصلاتی سیارے کے ذریعے (۲۲- صلح ہش ۱۳۷۲ (۲۲- جنوری ۱۹۹۳ء) کو دنیا بھر میں براہِ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ التکاثر کی حسب ذیل آیات تلاوت فرمائیں:۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

بعدہٗ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کسی کہنے والے نے یہ خوب کہا تھا کہ وقت گھڑی کی ٹک ٹک سے نہیں بلکہ دل کی دھڑکن سے ناپا جاتا ہے۔ جب سے مواصلاتی سیاروں کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے لئے عالمی اجتماعات کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور ہر جمعہ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک ہی وقت میں ایک عالمی حیثیت کے ساتھ اکٹھے خلیفۂ وقت کا خطبہ سننے کی توفیق عطا ہو رہی ہے۔ اب تو یوں لگتا ہے کہ ہمارا سال دنوں سے نہیں بلکہ جمعوں سے ناپا جا رہا ہے اور احمدی ہر جگہ سے یہی لکھ رہے ہیں کہ اب تو ایک جمعہ گزرتا ہے تو دوسرے جمعہ کا انتظار شروع ہو جاتا ہے اور یہی عالم یہاں بھی ہے۔ میرے دل کی بھی یہی کیفیت ہے۔ جمعہ ہمیشہ ہی پیارا لگتا تھا لیکن اب تو جمعہ پر اور بھی زیادہ پیار آنے لگا ہے کیونکہ اس جمعہ کے ذریعہ اپنے پیاروں کے ساتھ وصال کی ایک صورت بن جاتی ہے۔

مختلف ملکوں سے جو خطوط آ رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ میں حیرت انگیز رفتار کے ساتھ بڑی تیزی سے پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور احمدی یہ لکھ رہے ہیں کہ ہماری نئی نسلوں کو اب محسوس ہوا ہے کہ نظام جماعت کیا ہے اور ایک ہاتھ پر، ایک خلیفہ کے تابع رہ کر خدمتِ دین کرنا کس کو کہتے ہیں اور نئے ولولے پیدا ہو رہے ہیں۔ عبادت کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ ہے۔ قربانی کی روح بیدار ہو رہی ہے اور نئے ولولوں کے ساتھ، دلوں کے نئے تموّج کے ساتھ جماعت شاہراہِ اسلام پر آگے بڑھنے کے لئے پہلے سے زیادہ مستعدی سے قدم مار رہی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں اور یہ جو سلسلہ شروع ہوا ہے یہ تو ابھی انشاء اللہ بہت آگے بڑھنے والا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کچھ ایسے پروگرام ہیں جو بہت دلچسپ ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جمعہ کے ساتھ ساتھ اگر پہلے یا بعد میں مناسب سمجھا گیا تو وقت بڑھا کر پیش کئے جائیں گے۔ بہرحال ایک بات تو قطعی ہے کہ اللہ ہی کی توفیق کے ساتھ بفضلہ تعالیٰ انشاء اللہ وقت بھی بڑھے گا اور دن بھی بڑھیں گے اور دل تو بڑھ ہی رہے ہیں۔ احمدیوں کے دل تو بڑھانے کے لئے اور بڑھنے کے لئے بنائے گئے ہیں اور ابھی اس تیز رفتاری سے بڑھ رہے ہیں کہ خدا کے فضل سے آسمان سے باتیں کرنے لگے ہیں اور حقیقت ہے کہ احمدی دل آسمان سے باتوں ہی کے لئے تو بنائے گئے ہیں اور یہ محض محاورہ نہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تمام دنیا میں کثرت سے احمدی دل اللہ تعالیٰ کی آماجگاہ بن جائیں گے اور جگہ جگہ خدا کی عظمت کے لئے احمدی دلوں میں عرش تیار ہوں گے اور دل بڑھنے کا انسانی محاورے کی رو سے یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ واقعۃً دل اُچھل کر آسمان تک جا پہنچے۔ ہمارا خدا اتنا مہربان ہے کہ وہ نیچے اُتر کر ہم تک پہنچ کر دل بڑھاتا ہے اور ہمیشہ ہر عاجز کے ساتھ اُس کا یہی سلوک رہا۔ تبھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے معرفت کا یہ نکتہ ہمارے سامنے رکھا کہ جو شخص خدا کے حضور عاجزی کرتا ہے، انکسار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رفع ساتویں آسمان تک کر دیتا ہے

پس ہماری رفعتوں کا تعلق ہماری عاجزی اور انکسار کے ساتھ ہے۔ اللہ ہمیشہ شکر اور حمد کے ساتھ ہمارا سر اپنی چوکھٹ پر جھکائے رکھے اور اسی اللہ کے حضور عاجزی اور انکساری میں تمام رفعتیں ہیں۔

جو خطوط مل رہے ہیں ان کی ساری باتیں تو آپ کے سامنے نہیں رکھ سکتا لیکن اتنے پیارے خطوط ہیں۔ ایسے عمدہ رنگ میں جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ہر جمعہ پر دل چاہتا ہے کہ آپ سب سننے والوں کو کچھ نہ کچھ انہیں شریک کروں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ایک لمبی رسالے میں ایک احمدی نوجوان شاعر کا ایک شعر پڑھا تھا۔ ان کا نام عبد الکریم قدسی صاحب ہے۔ ان کا جو مقطع تھا وہ مجھے بہت ہی پسند آیا۔ وہ شعر یہ تھا ؎

آ تیرے بعد گلے ملنا ہی بھول گیا ؛ آ ! قدسی کو سینے سے لگا پہلے کی طرح

تو اب یہ ایک قدسی کے دل کی آواز تو نہیں رہی۔ اب تو لاکھوں دلوں سے یہی آواز اٹھ رہی ہے کہ

آ ! تیرے بعد گلے ملنا ہی بھول گئے ؛ آ ! ہم سب کو سینے سے لگا پہلے کی طرح

پس دعا کریں کہ واقعۃً سینے سے لگنے اور سینے سے لگانے کے سامان ہوں اور روحانی لحاظ سے تو جو آثار ظاہر ہو رہے ہیں یونہی لگتا ہے کہ انشاء اللہ تمام احمدیوں کے دل ایک دوسرے سے مل جائیں گے اور تمام احمدیوں کے سینے ایک دوسرے سے مل جائیں گے مگر آجکل سینے سے لگانے کی باتوں کے ساتھ بعض بہت ہی درد انگیز باتیں بھی ذہن میں آجاتی ہیں۔ وہ رات جبکہ امریکہ میں پھلجھڑیوں کی رات تھی جبکہ ہر طرف خوشیوں کی پھلجھڑیاں چلائی جارہی تھیں عراق پر آگ برسائی جارہی تھی اور وہ آگ عراق پر نہیں بلکہ ایک ارب مسلمانوں کے دل پر برس رہی تھی۔ مسلمانوں کی دردانگیز کیفیت کی طرف دھیان جاتا ہے تو دل چاہتا ہے کہ ایک ارب مسلمانوں میں سے ہر ایک کو سینے سے لگا کر ڈھارس دوں اور تسلیاں دوں اور اُن کو بتاؤں کہ آپ کمزور ہو چکے ہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا دین کمزور نہیں ہوا۔ آپ بکھر گئے۔ آپ نے اپنے نفاق کی وجہ سے ایک دوسرے سے دُور ہو کر اپنی خود غرضیوں میں پڑ کر جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا تھا اپنی ہوا نکال دی ہے۔ رُعب جاتا رہا ہے لیکن دینِ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رُعب نہ مٹا ہے نہ مٹ سکتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی۔ جو خاص اعزاز بخشے ہیں انہیں میں ایک یہ ہے کہ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ : رعب کے ذریعہ میری نصرت کی جائیگی۔ یہ وہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی الہام ہوا۔ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ کا الہام ہمیں تذکرہ میں چار پانچ مرتبہ ملتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رعب عطا فرمایا گیا تھا وہ رعب ختم نہیں ہو گیا بلکہ اس دور میں آپ کے غلاموں کے ذریعہ وہ رعب پھیلتا چلا جائیگا اور ہر بر اعظم پر وہ رعب ظاہر ہو گا۔ پس یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں۔ محمد مصطفیٰ ؐ کے خدا کے منہ کی باتیں ہیں جو کبھی غلط نہیں ہو سکتیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ان باتوں کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ پس مسلمانوں کو میں یہ خوشخبری دیتا ہوں اور ان کے دل بڑھانے کے لئے، ان کی ڈھارس بندھانے کے لئے ان کو مطلع کرتا ہوں کہ قرآن کریم میں ان سب بگڑے ہوئے دُکھے ہوئے ایام کی پیشگوئیاں پہلے سے موجود ہیں۔ اور ان قوموں کا بھی ذکر ہے جو اپنے تکبّر میں دنیا میں خدا بن کر ظاہر ہونے پر خدا کے بندوں کو اپنے بندے سمجھنے والی تھیں یا یوں کہنا چاہئے کہ ان قوموں کا ذکر ہے جن کو تکبّر نے مصنوعی خدا بنا دیا تھا اور خدا کے بندوں کو انہوں نے اپنا بندہ سمجھ لیا تھا اور پھر اُن کے انجام کا بھی ذکر ہے۔ پس یہ خیال نہ کریں کہ آج دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں مسلمانوں کو رگیدنے اور ان کو اپنے پاؤں تلے مسلنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں اور ہمارا کوئی سہارا نہیں۔ اسلام کا سہارا خدا ہے اور وہ خدا ہے جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو نہ کبھی بے سہارا چھوڑا نہ آئندہ کبھی بے سہارا چھوڑے گا۔ اس لئے ہرگز کسی مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔

وہ آیات جن کی میں نے سورۂ فاتحہ کے بعد تلاوت کی تھی وہ یہی مضمون پیش فرما رہی ہیں۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ کہ اے دنیا کی بڑی بڑی طاقتو! تمہیں تکاثر نے اپنی حقیقت سے غافل کر دیا ہے۔ اپنی حیثیت کو بھلا بیٹھے ہو۔ اپنے انجام کو دیکھنے کی استطاعت تم میں نہیں رہی۔ اَلْهٰى کا مطلب یہ سب کچھ ہے جو میں نے بیان کیا اور اس کے علاوہ بھی کہ ایسی غفلت جس میں انسان اپنے معاد سے بے خبر ہو جاتا ہے، اپنی حیثیت سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ اپنے آغاز سے بے خبر ہو جاتا ہے اپنے انجام سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ فرمایا: تم ایسی غفلتوں کے ذریعہ ہلاک کئے جاؤ گے۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ : تمہیں مال بڑھانے اور طاقتیں بڑھانے اور دنیا کی لذات بڑھانے کے جنون نے اور ان ساری دنیاوی نعمتوں اور طاقتوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے شوق نے حقیقت سے غافل کر دیا ہے اور نتیجہ کیا ہے؟ فرمایا: حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ : یہاں تک کہ تم مقبروں تک پہنچ گئے ہو۔ یہ آیت بڑی فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے ویسے تو سارا کلام الٰہی فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا بعض دفعہ جیسا کہ خدا نے دنیا میں خوبصورت پہاڑ بنائے ہیں۔ ایک چوٹی سے بڑھ کر دوسری چوٹی آجاتی ہے اور اس سے بڑھ کر ایک اور چوٹی دکھائی دیتی ہے۔ پس کلام الٰہی کی سیر کے وقت ایسے ہی مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ ایک سے ایک بڑھ کر اور فیع آیت اپنا حُسن دکھاتی ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ ہمیں بعض بلندیوں کا شعور عطا ہوتا ہے تو اچانک ایک آیت عام سطح سے اُٹھ کر بلند ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ سب آیاتِ الٰہی میں رفعتیں ہیں لیکن ان رفعتوں کو سمجھنے کی استطاعت سب آنکھوں کو نہیں اور جن کو ہے ان کو ہر حال میں وہ رفعتیں سمجھنے کی استطاعت نہیں ہوتی۔ اس لئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ اس آیت میں غیر معمولی رفعت پائی جاتی ہے تو نعوذباللہ یہ مطلب نہیں کہ کلام الٰہی میں دوسری آیات ادنیٰ درجہ کی ہیں بلکہ بعض لمحات ایسے ہوتے ہیں، بعض کیفیات ایسی ہوتی ہیں کہ جن میں ان آیات کا جب مطالعہ کیا جائے تو نئی شان اور نئی رفعت کے ساتھ وہ ہمارے سامنے نمودار ہوتی ہے۔ پس اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جب اس آیت پر میری نظر پڑی تو میں سمجھا

بلکہ یقین ہوا کہ یہ آیت آج کل کے حالات پر ہی خوب چسپاں ہو رہی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے انسان تُو قبر تک جا پہنچے گا۔ فرمایا: اے طاقتو! تم مقابر تک جا پہنچو گی یعنی ایک ملک میں ایک قبر یا ایک قبرستان کی بات نہیں یہ تو ہر بر اعظم میں بعض مقابر بننے والے ہیں اور ان بڑی بڑی طاقتوں کو جب خدا کی سزا زمین کے ساتھ ہموار کر دیگی اور ان کے تکبر توڑ کر پارہ پارہ کر دیگی تو ان کے مقابر بھی تمام عالم میں بکھرے ہوئے دکھائی دیں گے کیونکہ یہ خدا کے بندوں کو جہاں جہاں غلام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ غلام بنا کر اس وقت تعلّی کی خاص کیفیت میں مبتلا ہیں ہر ایسے ملک میں ان کا بد انجام دیکھا جائیگا اور تمام ایسے ممالک میں تکبرات کے مقابر بننے والے ہیں۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جس کا تعلق کسی مسلمان کے انتقامی جذبہ سے نہیں۔ کسی نفرت سے نہیں بلکہ مسلمان کو ان تمام مظالم کے باوجود اگر وہ حضرت محمد رسول اللہ ؐ کا سچا غلام ہے تو تمام عالم کے لئے رحمت ہی بننا ہے اور رحمت کے جذبات لیکر ہی دنیا میں نکلنا ہے لیکن جب [illegible] کو [illegible] تو [illegible] آسمان کے خدا کے [illegible] ان [illegible] کو [illegible] بے حد [illegible] دنیا پر رہنے کے لائق [illegible] ایسے [illegible] جائیں کہ ان میں [illegible] کوئی صورت بھی پنپنا ممکن نہ رہے۔ پس یہ تقدیر الٰہی کی باتیں ہیں۔ وہ غرور و تکبر کے سر توڑا کرتا ہے تاکہ اس کے بندے اسی کے بندے بن کر رہیں۔ پس میں کسی جذبۂ انتقام کی رُو سے یہ بات نہیں کر رہا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو دائمی سچائی ہے اور جس حقیقت کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ بڑی بڑی قومیں پہلے بھی آئی ہیں۔ پہلے بھی ان کے دماغ حقیقت میں تو نہیں مگر اپنے وہم میں اور اپنے خیال میں آسمان سے باتیں کیا کرتے تھے۔ پہلے بھی تو فرعون پیدا ہوئے۔ انہوں نے بھی تو خدائی کے دعوے کئے تھے لیکن ذاتی استطاعت یہ تھی کہ ان کی ذہن کی بلندی ایک مینار کی حد تک جا سکی اور یہ حکم دیا کہ ایک اونچا سا مینار بنا دو تاکہ اس پر چڑھ کر میں دیکھوں کہ موسیٰ کا خدا کہاں ہے۔ پس ایسے ہی فراعین پہلے بھی پیدا ہوئے۔ اب بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ آئندہ بھی شاید ہوں لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں متفرق جگہوں پر بڑے کھلے الفاظ میں ان حالات کا نقشہ کھینچا ہے اور ان فراعین کے تکبر کے پارہ پارہ ہونے کا

ذکر فرمایا ہے۔ پس یہ تعلّیاں یہ خوش فہمیاں یہ دنیا کے سامنے اپنی انا کے قصّے، اپنی بڑائی کے تذکرے یہ سب آنی فانی چند دنوں کی باتیں ہیں۔ یہ ضرور لازماً آسمان کی پکڑ کے نیچے آئیں گے اور خدا کا کلام ضرور پورا ہوگا لیکن میں مسلمانوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ہم انتقام کی خاطر نہیں بنائے گئے۔ اگر ہماری خاطر قوموں کے تکبّر توڑے جائیں گے تو محض اس لئے کہ وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی غلامی میں آنے کے لئے ذہنی، قلبی اور نفسیاتی لحاظ سے تیار ہو جائیں۔ یہ مقصدِ اعلیٰ ہے جس کا قرآن کریم بڑے کھلے لفظوں میں ذکر فرماتا ہے

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ کہ جب تکبّر توڑے جائیں گے۔ زمینیں ہموار کر دی جائیں گی جب تمام بڑی بڑی طاقتیں ایک چٹیل میدان کی طرح تمہیں دکھائی دیں گی اس وقت نفسیاتی لحاظ سے انسان اس لائق ہوگا اس قابل ہوگا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی غلامی کر سکے جنمیں کوئی کجی نہیں ہے۔

پس اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے عالم اسلام کو اپنی کجیاں تو دور کرنی چاہئیں۔ جب تک ان کے دلوں میں کجیاں ہیں ان کی سوچیں ٹیڑھی ہیں ان کے تفکرات میں ایسے خم ہیں کہ جن کے نتیجہ میں وہ اسلام کی تصویر پیش کرنے کی بجائے اپنی انانیت کی تصویر دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں اس وقت تک خدا کی تقدیر یہ سامان ظاہر نہیں فرمائے گی۔ مسلمان کا تبدیل ہونا ضروری ہے اور مسلمان کو اپنے آپکو سیدھے ہو کر سب خم نکال کر اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے قدموں میں پیش کرنا لازم ہے۔ یہ کرکے دیکھو پھر دیکھو کہ آسمان کس طرح تمہاری مدد کے لئے یوں جیسے پھٹ پڑتا ہو اس طرح ظاہر ہوگا کہ جیسے بلاؤں کے وقت آسمان پھٹتے ہیں اور بلائیں نازل ہوتی ہیں مگر خدا کی قسم یہ بلائیں مسلمان پر نازل نہیں ہوں گی بلکہ اسلام کے دشمنوں پر نازل ہوں گی۔ تم محمد رسول اللہ ﷺ کی خاطر اپنے دل تو پھاڑو۔ تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی خاطر اپنے سینے تو چاک کرو پھر دیکھو کہ خدا کا آسمان کس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی خاطر پھٹتا ہے اور کیسے تکبّر کے سر توڑے جاتے ہیں مگر کس خاطر؟ ہلاکت کی خاطر نہیں۔ یہ کہنے کی باتیں ہیں۔ یہ محض ایک زبان کے چسکے ہیں اگر ہم یہاں تک آکر رک جائیں اور کہہ دیں کہ بہت مزا آیا۔ آسمان پھٹ پڑے دشمن ہلاک ہو گئے۔ محمد رسول اللہ ﷺ ہلاکت کے لئے تشریف نہیں لائے۔ محمد رسول اللہ ﷺ زندگی عطا کرنے کے لئے آئے تھے۔ اس پیغام کو مسلمان کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ جب بھی غضب کے جذبات دل میں پیدا ہوں، جب بھی انتقام جوش مار رہا ہو اس وقت اپنے خیالات کو سیدھا کرنا ضروری ہے اور جن کجیوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی کجی ہے کہ غیظ و غضب کی کجی، انتقام کی کجی جسے لازماً ہمیں ہموار کرنا ہوگا اور اسے ہموار کرنے کے لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے قدموں کی برکت کی ضرورت ہے۔ اپنے دلوں پر ان پاک قدموں کو اتارو۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو اپنی سیرت میں جاری کرو۔ اس طرح تمہاری سب کجیاں دور ہونگی اور اسی میں سب علاج ہے ورنہ حالت یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی سیادت اور ان کی قیادت بدنصیبی سے دو ایسے حصّوں میں بٹ چکی ہے کہ نہ اس طرف عقل ہے نہ اس طرف عقل ہے۔ نہ اس طرف نور باقی رہا ہے نہ اس طرف نور باقی رہا ہے۔ ایک قیادت ہے جو Rightist کہلاتی ہے اور بجائے اس کے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے زمانے تک پہنچ کر آپ کے قدموں سے فیض حاصل کرے وہ ازمنۂ وسطیٰ میں ٹھہر جاتی ہے اور Medievalist بن کر اسلام کا ایک بگڑا ہوا تصوّر دنیا کے سامنے پیش ہی نہیں کرتی بلکہ تلوار کے زور سے نافذ کرنے کا ادّعا کرتی ہے۔ یہ دائیں بازو کی وہ بگڑی ہوئی قیادت ہے جسمیں کچھ بھی فیض نہیں ہے۔ ہمیشہ جب ابتلاؤں کے وقت آئے جب مسلمانوں پر مصیبتیں پڑیں۔ مظالم ٹوٹے تو ان ظالموں نے اپنی ناسمجھی کے نتیجہ میں غلط نعروں کے ساتھ مسلمان عوام کو اور زیادہ ظلموں کی آگ میں جھونکا ہے۔ اس وقت کشمیر میں کیا ہو رہا ہے۔ اس وقت ہندوستان میں کیا ہو رہا ہے۔ اس وقت بوسنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ اس وقت برما میں کیا ہو رہا ہے۔ بغداد پر جو قیامت ٹوٹی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ ایک دکھ ہو تو کہوں۔ ایک ستم ہو تو سہوں۔ کس کس دکھ کی باتیں کروں۔ سارا عالم اسلام اس وقت دکھوں میں مبتلا ہے مگر اس بدنصیب دائیں بازو کی قیادت کو کوئی ہوش نہیں ہے۔ کوئی عقل نہیں ہے۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ عالم اسلام کا امن محمد رسول اللہ ﷺ کی سنّت میں ہے۔ آپ کی سیرت میں ہے۔ خیالی فرضی عشق کی باتوں میں کوئی امن نہیں ہے۔

یہ سب جھوٹے قصّے ہیں۔ جس نام کی عزت کا ذکر کرتے ہوئے تم دلوں کو کھولاتے ہو اور آگیں لگا دیتے ہو ان آگوں میں جلتا کون ہے؟ پھر آخر بیچارے مسلمان ہی ان آگوں میں جلتے ہیں۔ بارہا تم یہ ظلم کر بیٹھے ہو۔ آج تک تمہاری آنکھیں نہیں کھلیں۔ کس طرح تمہیں سمجھاؤں۔ کس طرح وہ علاج کروں جس سے تمہاری آنکھوں میں دیکھنے کی استطاعت ہو۔ ایک نسخہ کو بار بار استعمال کرتے ہو اور ہر بار اس کے زہریلے اثرات میں مسلمانوں کو مٹتے ہوئے اور مرتے ہوئے دیکھتے ہو اور پھر وہی حرکتیں۔ انتقام کی آگ کی آواز اٹھانے سے اور انتقام کے شعلے بھڑکانے سے عالم اسلام کا ہرگز کچھ نہیں بنے گا کیونکہ آج مسلمان کمزور ہے۔ اگر کمزور نہ ہوتے تو غیروں کو اس طرح بڑھ چڑھ کر کھلے بندوں بلاخوف و خطر عالم اسلام کو مظالم کا نشانہ بنانے کی توفیق نہیں مل سکتی تھی۔ جرأت نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ کمزور ہیں ان کے پاس کچھ بھی نہیں صرف باتیں ہیں۔ آپسمیں دل پھٹے ہوئے ہیں۔ اپنے مفادات کے مارے ہوئے ہیں اور فرضی باتوں میں اپنی جنت بنائے بیٹھے ہیں۔ ایسی قوم پر غیر کیوں حملے نہیں کریگا۔

دوسری طرف وہ سیادت ہے جسے سیاسی قیادت کہا جاتا ہے۔ وہ بھی انتہائی بدنصیب ہے۔ وہی بات ان پر صادق آتی ہے جو پیر پگاڑا صاحب نے فرمائی تھی کہ باتیں مشرق کی کرتے ہیں اور سجدے مغرب کو کرتے ہیں۔ واقعۃً مغرب کو سجدہ کر رہے ہیں اور شاید ہی کوئی ہو جو مستثنیٰ ہو ورنہ تمام عالم اسلام اس وقت مغرب کے سامنے سجدہ ریز ہو چکا ہے اور باتیں محمد رسول اللہ ﷺ کی سربلندی کی کرتا ہے۔ ان کو حق کیا ہے۔ جب اسلام کے سارے مفادات اپنے مفادات کی خاطر غیروں کے قدموں پر لٹا بیٹھے ہو تو پھر تمہیں ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام لینے کا کیا حق ہے لیکن عوام سے جب ووٹ لیتے ہو پھر اسی نام پر لیتے ہو۔ ظلم کی حد ہوتی ہے۔ سارا عالم اسلام احمق سیادت کے ہاتھوں ظلم کی چکی میں پیسا جا رہا ہے۔ اپنوں کے ظلم کی چکی میں پیسا جا رہا ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ان کو یاد دلایا جائے، ان کو ہوش دلائی جائے کہ عالم اسلام کے اکٹھے ہونے کی شدید ضرورت ہے اور یہ اجتماع، ایک ہاتھ پر اجتماع مذہبی تو ہو نہیں سکتا کیونکہ مذہبی اختلاف اتنے ہیں اور اتنے فرقوں میں اسلام بٹ چکا ہے اور ہر فرقہ پھر آگے مولویوں کی مساجد میں بٹا ہوا ہے کہ یہ کوشش ہی بالکل بے سود اور لاطائل ہے کہ مذہبی لحاظ سے آپ عالم اسلام کو ایک جگہ اکٹھا کر سکیں۔ ایک ہی صورت ہے اور وہی صورت ہے جس صورت کو اختیار کرتے ہوئے قائد اعظم نے برصغیر ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا تھا۔ انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ تمہارے عقیدے کیا ہیں۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ تم ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہو یا پہلوؤں کو چھوڑ کر نمازیں پڑھتے ہو یا نہیں پڑھتے۔ اگر تم مسلمان ہو یعنی اسلام سے تعلق رکھتے ہو اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ تم مسلمان ہو تو آؤ! ہم اس ایک نام پر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یہ سیاسی وحدت ہے اور سیاسیات میں سیاسی وحدت کی ضرورت ہے۔ مذہبی وحدتیں قائم کرنا اللہ کا کام ہے۔ یہ وحدتیں آسمان سے اترا کرتی ہیں۔ زمین سے نہیں اگا کرتیں اور یہ وحدت قائم کرنے کے تو خدا نے خود سامان فرما دیئے ہیں۔ وہ حبل اللہ جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے دل پر قرآن کی صورت میں نازل ہوئی۔ وہ حبل اللہ جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں ایک زندہ انسان کے طور پر ہم نے دیکھی تھی بعد میں آپ کی غلامی میں خلافت کی صورت میں جاری و ساری ہوئی وہ پھر دوبارہ آسمان سے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کے لئے اتاری گئی ہے اور مذہبی اجتماع ہمیشہ آسمانی تقدیر کے تابع ہوا کرتے ہیں۔ یہ مرکزیت جب ایک دفعہ اٹھ جائے تو پھر آسمان کی رفعتوں سے خدا کی مرضی اور اس کے ارادے کے مطابق اترا کرتی ہے۔ انسان کا کام نہیں ہے کہ وہ اس بکھری ہوئی منتشر مرکزیت کو اکٹھا کرکے پھر ایک مرکزی خلیہ بنا دے۔ پس ان باتوں کو چھوڑ دو جو تمہارے بس میں نہیں ہیں اور تمہارے اختیار میں نہیں ہیں۔

سعادت تو اسی میں تھی کہ خدا تعالیٰ نے جب امام مہدیؑ کو دنیا میں بھیجا تو اس کو قبول کرتے اور حضرت محمد رسول اللہ کی خاطر اور آپ کی محبت میں اس ایک ہاتھ پر اکٹھا ہو جاتے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی نمائندگی میں اٹھنے والا۔ آپ کی نمائندگی میں بیٹھنے والا، آپ کی ہر حرکت پر حرکت کرنے والا اور ہر سکون پر سکوت کرنے والا ہاتھ تھا۔ وہ ہاتھ تھا جو خدائی تقدیر کے مطابق اس دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ اس ہاتھ پر بیعت کرنا حقیقت میں تمام عالم اسلام کے مسائل کو حل کرنے کے مترادف ہے لیکن اس بات کو تو تم کھو چکے ہو اور کھو رہے ہو۔ ہزار طریق سے ہم نے سمجھانے کی کوشش کی مگر تم مانتے

کے ہیں اور دنیا میں خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہارے سامنے ان مظالم اور مصائب کی صورت میں آنکھیں پھاڑے تمہیں دیکھ رہی ہے اور جب چاہے جس پر چاہے برس سکتی ہے۔ یہ خدا کی تقدیر خواہ غیر کی طرف سے ظاہر ہو رہی ہو کیونکہ محمد رسول اللہ ؐ کے سچے غلاموں کا یہ مقدر ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک سزا ہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ دائمی سزا نہیں۔ ایسی سزا نہیں جو تمہیں مٹا دینے کے لیئے آئی ہو۔ یہ ابتلاء کے زلزلے ہیں۔ تمہیں جگانے کے لیئے یہ وہ قارعہ ہے جو آسمان سے اُتر رہی ہے۔ تمہارے گھروں کے دروازے کھٹکھٹا رہی ہے۔ ہوش کرو اور آسمان کی اس آواز کو سنو جس نے اعلان کیا کہ مسیح آگیا اور مسیح آگیا اور زمین کی اس آواز کو سنو جس نے یہ کہا کہ محمد مصطفیٰ ؐ کا بھیجا ہوا مہدیؑ بھی آج تشریف لے آیا ہے لیکن اگر یہ باتیں سننے کے کان نہیں اور یہ باتیں دیکھنے اور سمجھنے کی آنکھیں نہیں تو خدا کے لیئے کم سے کم اس قیادت کی سچائی کی آواز کو سنو جو تمہاری بھلائی کے لیئے اٹھتی ہے۔ احمدی ہو یا نہ ہو یہ تمہارا کام ہے مگر خدا کی قسم احمدیت سے تمہارا دین ہی نہیں تمہاری دنیا بھی وابستہ کر دی گئی ہے۔ احمدیت کی قیادت کو چھوڑ کر تمہارے لیئے کہیں پناہ نہیں ہے۔ میں بار بار خدا کو گواہ بنا کر یہ کہتا ہوں کہ جب بھی تمہیں خیر پہنچے گی احمدیت سے پہنچے گی، جب بھی تم شر دیکھو گے احمدیت سے دور ہو کر اور احمدیت پر مظالم کے نتیجہ میں شر دیکھو گے۔

پس ان باتوں کو سوچو اور سمجھو۔ عالم اسلام کو اس وقت ایک آواز پر اکٹھا کرنے کا وقت ہے اور وہ آواز صرف یہ ہو کہ آؤ ہم نیکیوں پر اکٹھے ہو جائیں۔ امت مسلمہ کے مشترکہ مفاد پر اکٹھے ہو جائیں۔ ہمیں سیادتوں اور قیادتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ محمد رسول اللہ ؐ کے غلاموں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے سے غرض ہے۔ آؤ اس قدر واحد پر اکٹھے ہو جائیں جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ آسمان پر ایک خدا اور دنیا میں ایک رسول ؐ کی حکومت ہو یعنی ہمارے آقا اور مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کی۔ اور آپ کی امت کے مفادات کو ہم دنیا کے ہر دوسرے مفاد پر فوقیت دیں اور ہر دوسرے مفاد کو اس مفاد پر قربان کرنے کے لیئے دل سے تیار ہوں۔

اس آواز کے ساتھ عالم اسلام کو ایک اجلاس بلانا چاہیئے۔ اسمیں مذھبی تفرقہ کی کوئی بات نہ ہو۔ اسمیں ایک دوسرے کے عقائد پر نہ طعن و تشنیع ہو نہ اُن کا ذکر کرنے کی اجازت ہو۔ محمد رسول اللہ ؐ کی امت کی بات ہو۔ ملت واحدہ کی بات ہو اور مل کر یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے اس نازک وقت میں اپنے لیئے کیا لائحہ عمل تیار کرنا ہے اور جو لائحہ عمل بھی تیار کریں وہ تقویٰ اور انصاف کے نام پر تیار کریں۔ ایسا لائحہ عمل نہ ہو جو امت مسلمہ کو دوسروں سے الگ کر کے بیچ میں فاصلے پیدا کر دے۔ کیونکہ فاصلے ہمیں موافق نہیں آسکتے۔ فاصلوں کے لیئے ہم بنائے نہیں گئے۔ ہم نے ساری دنیا میں ملنا ہے۔ دنیا کو پیغام حق پہنچانا ہے۔ اُن کے دل جیتنے ہیں۔ پس کوئی ایسا لائحہ عمل جو اسلام کو باقی دنیا سے الگ کر کے ایک طرف پھینک دے وہ لائحہ عمل اسلامی نہیں ہو سکتا۔ عالمی تصورِ انصاف پر مبنی، حق کی باتوں پر مبنی، وہ حق جس کا ذکر قرآن کریم میں بار بار ملتا ہے اور جس میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ کوئی رنگ و نسل کا امتیاز نہیں ہے۔ وہ حق جو خدا کا نام ہے۔ وہ حق جس کے نام پر تمام بنی نوع انسان کو دوبارہ اکٹھا کیا جاسکتا ہے اُس حق کی باتیں کریں اور دنیا کی سیادت کو سچائی سے اپنے زیر نگیں کریں۔ دنیا کی سیادتوں کو سچائی کے نام پر زیر نگیں کریں اور اس سیادت کے اعلیٰ اور ارفع مقام کو حاصل کریں جو محمد رسول اللہ ؐ کے لیئے بنائی گئی ہے۔ یہ سیادت زور بازو سے تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ نفرتوں کی تعلیم سے تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ اپنے امتیازی حقوق کے تصور سے تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ سیادت تو اسی طرح حاصل ہو گی جیسے ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم نے اس سیادت کو حاصل کرنے کا راز بتایا تھا۔ فرمایا: سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ کہ بنی نوع انسان کی خدمت کی آواز بلند کرو اور سیادت کا معاملہ آسمان کے خدا پر رہنے دو۔ تم اگر خدمت کرو گے اور بنی نوع انسان کی خدمت کے نام پر ایک وحدت کی اپیل کرو گے اور سچ کی طرف انکی راہنمائی کرو گے تو لازماً تم ساری دنیا کے سردار بن کر ابھرو گے کیونکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے منہ کی کوئی بات، کوئی ایک کلمہ، ایک کلمہ کی زیر زبر بھی کبھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔ آپ نے معرفت کا اتنا عظیم نکتہ ہمارے سامنے رکھا اور تمام دنیا کی سیادتوں کی کنجی ہمیں پکڑا دی جب فرمایا: سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ۔ تم اگر دنیا کے سردار بننا چاہتے ہو تو تمہیں ان کی خدمت کرنا ہو گی۔ پس بنی نوع انسان کی خدمت کے نام پر اکٹھے ہو۔ ان سے فاصلے پیدا کرنے کے لیئے اکٹھے نہ ہو۔ ایسی باتیں کرو جس سے قوموں کے دل جیتے جائیں تمام دنیا کی قومیں تمہیں اپنا راہنما سمجھیں۔ تمہیں اپنا بہی خواہ سمجھیں۔ ان کی خیر تم سے وابستہ ہو جائے۔ ایسے مضامین سوچو ایسے مضامین کے تذکرے کرو۔ ایسا لائحہ عمل بناؤ جس کے نتیجہ میں ایک نئی یونائیٹڈ نیشنز، ایک نیا عالمی نظام رونما ہو جو محمد رسول اللہ ؐ کے قدموں سے وابستہ ہو۔ جو اُس سچائی سے وابستہ ہو جس سچائی کا ذکر قرآن کریم میں بار بار ملتا ہے جو خدا سے پھوٹتی ہے اور تمام بنی نوع انسان کو یکساں منور کرتی ہے۔ آج ضرورت ہے کہ ان باتوں کو مل کر سوچا جائے اور پھر ایک نئے عالمی نظام کو قائم کرنے کی داغ بیل ڈالی جائے۔

میں نے گلف (GULF) کے خطبات کے دوران پہلے بھی متنبہ کیا تھا کہ عالم اسلام کے مسائل ختم نہیں ہوئے۔ یہ بڑھنے والے ہیں۔ ہوش کے ناخن لو۔ تفرقہ کی باتیں چھوڑو۔ وسیع تعلقات اپنی باقی دنیا سے بناؤ اور عالم اسلام کو الگ کرنے کی بجائے باقیوں کو اپنی طرف کھینچو اور مل کر عالمی مفاد کی باتیں سوچو۔ اس وقت الگ الگ ہونے کا وقت نہیں رہا۔ بہت بڑے بڑے مصائب اور بہت بڑے بڑے خطرات درپیش ہیں اور ایک کے بعد دوسرے اسلامی ملک کی باری آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس صفائی کے ساتھ مجھے اُس وقت وہ نظارے دکھائے میرا دل کانپتا تھا اور میں خدا کے حضور گریہ وزاری کرتا تھا کہ اے اللہ! ہمیں طاقت بخش۔ ہمیں عقل کی روشنی عطا فرما۔ ہمیں الہام کا نور عطا کر جس کی روشنی میں ہم آگے چلیں اور ان مشکل وقتوں میں سچ کی راہ پر قدم مارنے والے ہوں جو خطرات سے پاک راہ ہے۔ صرف سچ کی راہ ہے جو خطرات سے پاک ہے۔ پس سچائی کے نام پر اکٹھے ہو کر نئے منصوبے بناؤ اور عالم اسلام کو جھوٹ اور دغابازی اور دوغلے پن اور منافقتوں کے چنگلوں سے آزاد کرنے کی کوشش کرو ورنہ بڑی تیزی کے ساتھ حالات ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔

آج یونائیٹڈ نیشنز امریکہ کی رعونت کا نام ہے اِس کے سوا اس کا کوئی اور نام نہیں۔ تمام قوموں نے سر جھکا دیئے ہیں۔ کسی میں کوئی غیرت اور حیا دکھائی نہیں دے رہی۔ کوئی اٹھ کر یہ آواز بلند نہیں کر رہا کہ انسانیت کی بات تو کرو، حقوق اور انصاف کی بات تو کرو۔ تمہیں کیسے سیادت کا حق ہے۔ پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کی وہی نصیحت جس نے ہمیں یہ نکتہ سمجھایا کہ سیادت خدمت میں ہے۔ اگر تم خادم بنو گے تو سیادت حاصل کرو گے اور تمہاری سیادت باقی رکھی جائیگی۔ اسی پاک نصیحت نے ہمیں ان بڑی قوموں کے انجام دکھا دیئے ہیں جن کی سیادت کا تعلق خدمت سے نہیں بلکہ رعونت سے ہے۔ کمزور قوموں کو پاؤں تلے رگیدنے سے ہے۔ ان قوموں سے مقابلہ دعاؤں کے ذریعہ ہو گا اور وحدت کے ذریعہ ہو گا اور محض اسلام کے نام پر نہیں بلکہ سچائی کے نام پر وحدت کے ذریعہ ہو گا کیونکہ آج فضا تیار ہے۔ آج ساری دنیا کے دل گواہی دے رہے ہیں کہ جو آگ بغداد پر برسائی گئی تھی وہ انصاف پر برسائی گئی ہے۔ وہ رعونت کی آگ تھی جس کی گرمی سب دنیا کے انسانوں کے دلوں تک پہنچی ہے۔ انگلستان کی حکومت ان کے ساتھ ہے لیکن اس کے باوجود انگلستان میں بے شمار ایسا انگریز ہے جو برٹش باشندہ ہے جو سخت بے چینی میں مبتلا ہو چکا ہے۔ بعض لوگوں کو آواز اٹھانے کی توفیق ملی ہے۔ بعضوں کو نہیں مل رہی۔ اس لیئے کسی قوم سے نظریات میں اختلاف اور ظلم میں اس کی تائید نہ کرنا اُس سے وفاداری نہیں اس سے بے وفائی ہے۔ پس تم امریکہ کے احمدی باشندے اور تمام انگلستان کے احمدی باشندے اپنی قوم سے وفا کریں۔ حق بات کے لیئے اپنی آواز بلند کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ اگر وقت کی ایک حکومت نے ایک غلط پالیسی بنائی ہے تو اس سے اختلاف کرنا گویا کہ بے وفائی ہو جائیگی۔ اگر ٹونی بین (TONY BENN) کو اجازت ہے۔ اگر انگلستان کے دوسرے بڑے بڑے اہل فکر کو اجازت ہے کہ وہ ان پالیسیوں کے خلاف احتجاج کریں اور اس سے ان کی انگلستان سے وفاداری پر کوئی ضرب نہیں پڑتی تو احمدی کی وفاداری پہ کیسے ضرب پڑ سکتی ہے۔ ہماری وفاداری پر تو دنیا میں کہیں کسی حالات میں بھی ضرب نہیں پڑ سکتی کیونکہ ہماری وفاداریاں اللہ سے ہیں اور حق سے ہیں اور تمام عالمی نظام کا بنیادی تصور خواہ کوئی مانے یا نہ مانے حق پر ان معنوں میں مبنی ہے کہ جب آپ کسی قوم کو مخاطب ہو کر بات کریں گے تو خواہ وہ کیسی ہی جھوٹی ہو چکی ہو وہ اپنے آپ کو حق سے وابستہ قرار دیگی اور یہ دل کی اور فطرت کی آواز ہے۔ حق کے بغیر کوئی وابستگی ہو ہی نہیں سکتی۔ کوئی وفاداری حق کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ پس جھوٹے بھی حق کے نام پر ہی جھوٹ کی آواز بلند کیا کرتے ہیں۔ آپ تو سچے ہیں۔ آپ سچ کے نام پر حق کی آواز کیوں بلند نہیں کرتے۔ دل کے اخلاص کے ساتھ دنیا میں جہاں جہاں احمدی بس رہا ہے اپنی تمام تر کوششیں ان باتوں پر صرف

کریں اور یہ بات عام پھیلائیں اور بتائیں کہ وقت کی ضرورت ہے کہ نیا عالمی نظام اُبھرے جو انصاف پر مبنی ہو جو حق پر مبنی ہو اور جہاں جہاں احمدی اثر انداز ہو سکتے ہیں وہاں کے ملک کے سربراہوں کو سمجھائیں کہ یہ وقت ہے کہ یونائیٹڈ نیشنز میں ان باتوں کو اٹھایا جائے اور بڑی شدت کے ساتھ آواز بلند کی جائے کہ یا تو دنیا کی تمام بڑی قومیں اصولوں پر متحد ہونے کا فیصلہ کریں اور اس بات کی ضمانت دیں کہ انصاف اور تقویٰ اور سچائی کے اصولوں کو توڑ کر کبھی کوئی فیصلے نہیں ہوں گے۔ یا ہم تم سے الگ ہوتے ہیں۔ اگر رعونت اور تکبر کی بات ہے تو اپنی بادشاہی آپ چلاؤ۔ ہم ان جرموں میں تمہارے ساتھ شریک نہیں ہوں گے اس آواز کو جرأت کے ساتھ بلند کرنے کی ضرورت ہے اور اگر یہ آواز بلند ہوئی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اور طاقت پکڑے گی کیونکہ میں نے جہاں تک انسانی فطرت کی نبض پر ہاتھ رکھا ہے مجھے دنیا کی ہر قوم سے اسی دھڑکن کی آواز آرہی ہے کہ ظلم ہو رہا ہے اور زیادہ دیر تک نہیں چل سکے گا۔ انسان کو مزید انسانیت کے حقوق واپس لینے ہوں گے۔ تبھی دنیا میں امن کی ضمانت ہو سکتی ہے اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو کی جا سکتی ہیں لیکن اس وقت اس خطبہ کی حدود میں ان کا بیان کرنا ممکن نہیں۔

جہاں تک میں نے حالات کا تجزیہ کیا ہے۔ امریکہ کی موجودہ پالیسی امریکہ کے لئے تباہ کن ہے۔ وسیع پیمانے پر ایک انتہائی ظالمانہ خودکشی کی جا رہی ہے۔ چند ناچ گانوں کے مناظر سے تو خوشیاں نہیں مل جایا کرتیں۔ چند دن یہ لوگ جو تمہارے ملک کے باشندے ہیں تمہارے ظلم کی تال پر ناچیں گے لیکن کل کو یہی تمہاری گردن کے پیچھے پڑیں گے۔ تمہارے خون کے پیاسے بنیں گے۔ ان پالیسیوں پر شرمائیں گے اور حیاء محسوس کریں گے۔ ان کے اندر یہ احساس لازماً بڑھے گا کیونکہ امریکہ کی اکثریت انصاف پسند ہے اور حقیقت میں جمہوریت پسند ہے۔ میں نے اس ملک کا ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سفر کیا ہے۔ جنگلوں تک میں ٹھہرنے کا موقعہ ملا اور وہاں کے لوگوں سے گفت و شنید کا موقعہ ملا۔ اونچی سطح پر بھی اور نچلی سطح پر اور Grass Root Level یعنی گھاس کی جڑوں کی سطح پر بھی اُن سے گفت و شنید ہوئی اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ امریکہ ایسا بد نہیں ہے جیسا کہ دکھائی دے رہا ہے۔ امریکہ کی قوم میں بہت سی ایسی صلاحیتیں ہیں کہ اگر انکو صحیح راہنمائی میسر آجائے۔ صحیح قیادت میسر آجائے تو تمام بنی نوع انسان کے لئے بہت عظیم الشان کام کر سکتی ہے۔ ان کو ہر قسم کی صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں۔ تمام دنیا کی قوموں کی نمائندگی وہاں پر موجود ہے۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ آج کل امریکہ کی حکومت کی جو پالیسی ہے یہ امریکہ کے عوام کے دل کی آواز ہے۔ ہرگز نہیں۔ امریکہ اس وقت یہودیت کا غلام ہو چکا ہے۔ یہ عالم کے یہودی نقشے ہیں جو امریکن لیڈرشپ، امریکن سیادت کی زبان سے دنیا سُن رہی ہے اور ان کے کردار سے دنیا دیکھ رہی ہے۔ اس لئے میں جو باتیں کہہ رہا ہوں یہ ہرگز امریکہ کے باشندوں سے نفرت کی تعلیم نہیں ہے۔ میں خود امریکہ کے باشندوں کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ تم پر ظلم ہو رہا ہے۔ تم اس ظلم کے خلاف اٹھو۔ تم اپنے راہنماؤں کو بتاؤ کہ ہم نے تمہیں اس لئے منتخب نہیں کیا تھا کہ ان ساری قدروں کو ملیامیٹ کر دو جن پر امریکہ کی بناء ڈالی گئی۔ وہ آزادی کا چارٹر کہاں گیا جس پر امریکہ ہمیشہ فخر کیا کرتا تھا۔ اس کو پاؤں تلے روندا گیا ہے اور انصاف کی قدریں اور جمہوریت کی ساری قدریں ملیامیٹ کی جا رہی ہیں۔ یہ امریکہ کے دل کی آواز نہیں ہو سکتی۔ یہ غیر دل کی آواز ہے جو امریکہ پر غالب ہوا ہوا ہے۔ یہ اس جن کی آواز ہے جو امریکہ کے دل پر بھوت بن کر ناچ رہا ہے۔ اس لئے میں اصل امریکہ کو بھی متنبہ کرتا ہوں اور امریکہ کے احمدیوں کو خصوصاً متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے ملک کی محبت کی خاطر اور انصاف اور تقویٰ کی محبت کی خاطر اصل امریکہ کو نصیحت کریں اور سمجھائیں اور بتائیں کہ یہ باتیں ہمیں زیب نہیں دیتیں۔ ان پر ہمیں کوئی فخر نہیں۔ یہ جھوٹی تعلّیاں ہیں جو اقتصادی مسائل سے ہماری توجہ ہٹانے کی خاطر کی جا رہی ہیں۔ تمام دنیا میں غریب اور امیر میں کہیں اتنا فرق نہیں جتنا امریکہ میں ہے۔ آپ یہ سنکر حیران ہو جائیں گے کہ امریکہ کے پانچ فیصدی آدمیوں کے ہاتھ میں اس سے زیادہ دولت ہے جتنی امریکہ کے 95 فیصدی آدمیوں کے ہاتھ میں ہے اور یہ دولت کے چکر ہیں۔ یہ مافیا ہے جس نے امریکہ پر قبضہ کیا ہوا ہے اور اسی مافیا کے مفادات ہیں جو آج دنیا پر اس بھیانک شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس لئے میں جو باتیں کہتا ہوں یہ سچی ہیں اور مجھے کسی کا کوئی خوف نہیں ہے۔ جب چاہے خدا تعالیٰ مجھے واپس بُلا لے جتنا چاہے مجھے یہاں رکھے مگر میں خدا کا غلام ہوں۔ میں دنیا میں کسی کا غلام نہیں ہوں۔ میں خدا کی آواز ضرور بلند کروں گا۔ اس لئے میں سچ کہتا ہوں کہ امریکہ اس وقت مظلوم ہے اور ایک مافیا کے چنگل میں جکڑا گیا ہے۔ اس کو آزاد کرنے کے لئے بھی جماعت احمدیہ کو آواز بلند کرنی چاہیئے اور وہاں رائے عامہ کو بیدار کرنا چاہیئے اور ہر ملک میں بیدار کرنا چاہیئے اور بار بار اخبارات میں لکھکر اور لیڈروں سے مل کر اُن کو سمجھانا چاہیئے کہ ہم بڑے نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ آج اگر ہم نہ سنبھلے تو کل جو حالات پیدا ہونے والے ہیں اور مجھے دکھائی دے رہے ہیں انہیں اس سے زیادہ خوفناک عالمی جنگوں میں انسان کو جھونکا جائیگا جن کے تصور سے بھی آج ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں رہے گی اس جنگ کے مقابل پر جس کی تیاری آج امریکہ تمام دنیا کیلئے کر رہا ہے۔ یہ چند دن کے قہقہے، چند دن کی پھلجڑیاں ہمیشہ کی روشنیاں پیدا نہیں کیا کرتیں۔ ان پھلجڑیوں سے آگیں بھی لگ جایا کرتی ہیں۔ ہمیشہ کی روشنی تقویٰ اور سچائی سے پیدا ہوتی ہے۔ آج انسان ظلمات میں بھٹک رہا ہے۔ اُس کا مستقبل روشن کرنے کے لئے سچائی کے دیپ جلانے ہوں گے۔ اس نور سے تعلق باندھنا ہوگا جس کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ۔ ایک محمد رسول اللہؐ کا نور ہے جسمیں یہ طاقت ہے جو اس لئے بنایا گیا ہے کہ وہ شرق کا بھی ہو اور مغرب کا بھی ہو۔ نہ اسمیں مشرق کے لئے کوئی بُعد ہے نہ مغرب کیلئے بُعد ہے۔ نہ وہ مشرق کا ہو رہا ہے نہ مغرب کا ہو رہا ہے۔ وہ سب میں سانجھا خدا کا واحد نور ہے۔ اس نور سے آج دنیا کی ہمیشہ کی بھلائی وابستہ ہو چکی ہے۔ دنیا کو اس نور کے بغیر کبھی ہاتھ کو ہاتھ تک سجھائی نہیں دیگا اور بڑی بڑی قومیں جو اپنی عقل کی بلندیوں سے فیصلے کرنے والیاں ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ ہم اپنی عقل کی روشنی سے فیصلے کر رہی ہیں ایسے فیصلے کر رہی ہیں جو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اندھے نے اندھیرے میں راہ ٹٹولتے ہوئے فیصلے کئے ہیں اور غلط کئے ہیں۔ ایسے گڑھوں میں پاؤں ڈال رہا ہے جن گڑھوں میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ پس حقیقت کی بات کر رہا ہوں کہ سچائی کا نور تقویٰ کا نور ہے۔ سچائی کے نور کے بغیر دنیا کا کوئی اجالا کام نہیں آیا کرتی۔ مجھے وہ غلطیاں دکھائی دے رہی ہیں۔ اُن کے نتائج نظر آرہے ہیں جو آج بڑی بڑی قومیں کر رہی ہیں اور انکو پتہ نہیں کہ کل ان کا کیا انجام ہوگا۔ یہ ویسی ہی غلطیاں ہیں جو پہلے کر چکے تھے۔ یہ ویسی ہی غلطیاں ہیں جن کے نتیجہ میں بہت خوفناک جنگوں میں یہ جھونکے جا چکے ہیں۔ ان کی پٹاری سے کوئی نئی غلطیاں نہیں نکل رہیں۔ وہی ناانصافی کی غلطیاں ہیں۔ وہی تکبر کی غلطیاں ہیں۔ وہی بیوقوفی کی تعلّی کی غلطیاں ہیں۔ پھر دہرائے چلے جا رہے ہیں اور پھر دہراتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر ان کے مقدر میں کوئی ہلاکتیں لکھی گئی ہیں تو وہ تو ہم نہیں مٹا سکتے۔ ان کو ہم تبدیل نہیں کر سکتے مگر اے عالم اسلام! اپنا نصیب تو جگاؤ۔ اپنا مقدر تو روشن کرو اور تمہارا مقدر محمد مصطفیٰؐ کے قدموں میں روشن ہوگا۔ ان قدموں سے لپٹ کر رہ جاؤ۔ خدا کو محمد مصطفیٰؐ کی محبت کے واسطے دے دے کر رو ڈو اور خدا سے آسمان سے وہ نور اپنے لئے طلب کرو جس کی روشنی میں نہ صرف یہ کہ تمہارے مقدر جاگ اٹھیں گے بلکہ تمام دنیا کا نصیب جاگ اُٹھے گا۔ آج دنیا کی بقا اور دنیا کی بہبود تم سے وابستہ ہو چکی ہے۔ اے محمد مصطفیٰؐ کے غلامو! اٹھو اور اس نصیب کے لئے اپنے آپکو صاف تو کرو۔ پاک تو بناؤ۔ یہ نور گندے ناپاک دلوں میں نہیں اتر سکتا۔ اپنے کردار کی کیوں فکر نہیں کرتے۔ اپنے دلوں کی کجیاں کیوں دور نہیں کرتے۔ اگر تمہارے دلوں میں گناہوں کے اندھیرے اسی طرح موجزن رہیں گے تو خدا کی قسم محمد رسول اللہؐ کا نور آپ کے دلوں میں جھانکے گا بھی نہیں۔ باتیں کرتے ہو محمد رسول اللہؐ کے عشق اور محبت کی لیکن اپنے دلوں کو اندھیروں کی آماجگاہ بنا رکھا ہے۔ اس لئے عالم اسلام کی سیاست کو بھی میں پیغام دیتا ہوں کہ اپنی سوچوں کو صاف اور ستھرا کرے۔ اپنی خود غرضیوں کے خیالات کو دل سے بالکل کلیۃً دھو کر پاک کر ڈالے یا اپنے دلوں کو ان گندے خیالات سے دھو کر پاک کر ڈالے اور بہبود کی باتیں کرے۔ انسانیت کی باتیں کرے۔ محمد رسول اللہؐ کے دین اور اس کی غیرت کی باتیں کرے اور علمائے اسلام کو میں دعوت دیتا ہوں کہ خدا کے واسطے دیکھیں کہ اسلام اعلیٰ اخلاق میں ہے نہ کہ بدزبانیوں میں۔ تم کب تک بدگوئیاں کرتے رہو گے۔ کب تک تمہارے منہ سے غلاظت کی جھاگ اُبل اُبل کر اور اچھل اچھل کر فضا کو مکدر کرتی رہے گی۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پاکیزہ زبان استعمال کرنی سیکھو۔ وہ اعلیٰ اقدار اور اخلاق مسلمانوں میں قائم کرو جن کو لازماً جیتنا ہی جیتنا ہے۔ کون ہے جو محمد مصطفیٰؐ کے اخلاق کو شکست دے دے کس ماں نے وہ بیٹا پیدا کیا ہے۔ دنیا کی اربوں مائیں ایک بھی ایسا بیٹا نہیں پیدا کر سکتیں اور سارے مل کر بیٹا پیدا کریں تو وہ بھی محمد رسول اللہؐ کی سنت کو شکست نہیں دے سکتا۔ یہ جیتنے والی سنت ہے۔ یہ غالب آنے والی سنت ہے۔ اسی لئے کائنات کو پیدا کیا گیا تھا۔ اسی سنت پر انسان کا نیک انجام ہوگا ورنہ بد انجام ہوگا۔ پس میں کھلے الفاظ میں بغیر کسی بات کو چھپائے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں اور اُن کمزور مظلوموں کو بھی نصیحت کرتا ہوں جو آج ظلموں کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں کہ اپنے اپنے نفوس کو صاف اور پاک کریں۔ اپنے دلوں کی حالت بدلیں۔ حق و انصاف پر قائم ہوں۔ اسی میں انسان کی بہبود ہے، اسی میں انسانیت کی بقا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی باقی نہیں رہیگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت کو اپنے اخلاق، اپنے کردار میں جاری کریں اور

اسی سنت سے دنیا کی نئی تقدیر بنائیں۔ نیا نقشہ دنیا میں ابھرے۔ ایک خدا ہو۔ ایک رسول یعنی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہوں جن کے جلو میں دنیا کے تمام رسول حکومت کریں۔ جب میں کہتا ہوں کہ ایک رسول تو یاد رکھو کہ دنیا کے کسی دوسرے مذہب سے تفریق کی بات نہیں کرتا۔ میں اسلام کا عرفان رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی حکومت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تمام رسولوں کو مٹا کر یہ حکومت قائم ہوگی۔ آپ ﷺ تمام رسولوں کے آقا اور سردار ہیں۔ آپ کے جھنڈے تلے ہر رسول کا جھنڈا دنیا میں گاڑا جائے گا۔ اگر آپ کا جھنڈا بلند ہوگا تو خدا کی قسم آدمؑ کا جھنڈا بھی بلند ہوگا اور نوحؑ کا جھنڈا بھی بلند ہوگا، ابراہیمؑ کا جھنڈا بھی بلند ہوگا۔ موسیٰؑ کا بھی بلند ہوگا۔ اسحاقؑ کا بھی بلند ہوگا۔ اسماعیلؑ کا بھی بلند ہوگا۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے تلے عیسیٰؑ کے جھنڈے نے بلند ہونا ہے ورنہ ان جھنڈوں میں سے کسی جھنڈے کو کوئی رفعت نصیب نہیں ہوگی۔ یہ وہ مقدر ہے جو آسمان سے بنایا گیا ہے جسے میں نے نہیں بنایا۔ نہ دنیا کی کوئی طاقت اس مقدر کا تصور کر سکتی ہے۔ پس ایسی باتیں نہ کیا کرو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا تو ہو لیکن باقی سارے رسول مٹ گئے۔ خدا کی قسم محمد ﷺ کی زندگی میں سب رسولوں کی زندگی ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ زندہ ہوں گے تو ساری دنیا کے رسول اگلے اور پچھلے زندہ ہو جائیں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ جب رسول اکٹھے کھڑے کیے جائیں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا جس کی قرآن کریم میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اے احمدیو! تم سے یہ وقت باندھا جا چکا ہے۔ تمہاری قسمت کیساتھ اس وقت کی ڈور باندھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس عالمی نظام کو دنیا میں ایک دفعہ پھر، ایک دفعہ کیا، پہلی دفعہ دنیا میں راسخ کر جاری اور ساری کر کے دکھائیں کہ مشرق سے مغرب تک اس نور کی حکومت ہو جو لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ہے۔ مشرق سے مغرب تک اس ایک محمد ﷺ کا جھنڈا بلند ہو جس کے جھنڈے تلے تمام رسولوں کے جھنڈے بلند ہوں گے جس کے جھنڈے تلے ہر قوم کی گردن بلند ہوگی مگر دل خدا کے حضور جھکے رہیں گے اور خدا کے حضور عجز ہی سے ساری رفعتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا: ایشیا میں جو اس وقت یہ خطبہ سن رہے ہیں ان کی اطلاع کے لئے اعلان کرتا ہوں کہ گزشتہ خطبات تک اس لئے نہیں پہنچ سکا تھا کہ موسم بے حد خراب ہونیکی وجہ سے ٹیلی ویژن والوں کی کچھ پیش نہیں گئی اور انہوں نے دلی معذرت کی۔ آج اس خطبہ کے معاً بعد وہ دو خطبے دکھائیں گے۔ اس لئے جن احباب کے پاس وقت ہو وہ اس خطبہ کیلئے بھی بیٹھے رہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مرتبہ:- منیر احمد جاوید۔ دفتر P.S - لندن
Dt. 23.1.1372 ھش / 1993

# تعلق باللہ

(منقول از ضمیمہ تریاق القلوب صفحہ اول مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اُس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں راہ اُس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اُس سے قربت کو
اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

# ضروری اعلان

تمام جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان رشتہ ناطہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے ہاں کے قابل شادی لڑکوں اور لڑکیوں کے تفصیلی کوائف مقررہ فارم کے مطابق جلد سے جلد خاکسار کو بھجوا دیں۔ فارم کی نقل گذشتہ ماہ (دسمبر ۹۲) تمام صدر صاحبان کو بھجوائی جا چکی ہے جن کے پاس فارم نہ ہو وہ سادہ کاغذ پر تمام تفصیلی کوائف لکھ بھیجیں۔ یہ بے حد ضروری ہے کیونکہ مطلوبہ معلومات کے بغیر خاکسار اپنے فرائض انجام نہیں دے سکے گا آپ کے تعاون کیلئے ممنون ہوں۔

خاکسار
آفتاب احمد بسمل
نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ
6924 21 AVE APT # 2F
BROOKLYN, NY. 11204

# دوست رمضان کے عہد کو یاد رکھیں

## یہ مہینہ اصلاحِ نفس کا خاص مہینہ ہے

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ)

بعض گذشتہ سالوں میں یہ خاکسار احبابِ جماعت کی خدمت میں یہ تحریک کرتا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ ..... کے منشاء کے ماتحت دوستوں کو چاہیئے کہ رمضان کے مہینہ میں اپنی کسی کمزوری کے متعلق دل میں خدا سے عہد کیا کریں کہ وہ آئندہ اس کمزوری سے ہمیشہ مجتنب رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود ..... کا یہ ارشاد بڑی حکمت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اوّل تو انسان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ ہی اپنے نفس کا محاسبہ کرکے اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک خدا سے قریب تر ہوتا جائے۔ اس کے علاوہ رمضان کا مہینہ اپنے **خاص روحانی ماحول اور نماز روزہ اور نوافل اور تلاوتِ قرآن مجید اور ذکرِ الٰہی اور صدقہ وخیرات** کی وجہ سے اس قِسم کے محاسبہ اور ترکِ منہیات کے ساتھ مخصوص مناسبت رکھتا ہے اور اس مشہور مثال کے مطابق کہ لوہا اسی وقت اچھی طرح کُوٹا جا سکتا ہے جب کہ وہ گرم اور نرم ہو۔ رمضان کے مہینہ کو اصلاحِ نفس کے ساتھ خاص جوڑ ہے۔ پس ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو چاہیئے کہ وہ موجودہ رمضان میں بھی اِس زرّیں موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں اور اپنی کسی خاص کمزوری کو سامنے رکھ کر دل میں خدا سے عہد کریں کہ وہ انشاء اللہ آئندہ ہمیشہ اس کمزوری سے الگ رہیں گے اور کبھی اس کے مرتکب نہیں ہوں گے اس عہد کو کسی پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ظاہر کرنا عام حالات میں اس کی ستّاری کے خلاف ہے اِس لئے صرف دل میں عہد کرنا کافی ہے مگر یہ عہد ایسا ہو کہ "جان جائے مگر بات نہ جائے" کا مصداق بن جائے کیونکہ کان عھد اللہ مسئولاً یعنی خدا کے ساتھ کئے ہوئے عہد کے متعلق قیامت کے دن پُرسش ہوگی۔

اس عہد کے لئے ہر انسان اپنے نفس کے محاسبہ کے ذریعہ اپنے واسطے خود کسی مناسب کمزوری کا انتخاب کر سکتا ہے مگر بہتر ہوگا کہ ایسی کمزوری کو چُنا جائے جو دوسروں کے لئے ٹھوکر یا خراب نمونہ کا موجب بن رہی ہو اور جماعت کی بدنامی کا باعث ہو لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر خواہ کوئی کمزوری ہو جسے انسان اپنے حالات کے ماتحت جلد تر ترک کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے متعلق عہد کیا جا سکتا ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک کمزوری کا ترک کرنا اسی طرح دوسری کمزوریوں کو ترک کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے جس طرح ایک نیکی کا اختیار کرنا دوسری نیکیوں کا رستہ کھولتا ہے۔ ذیل میں مثال کے طور پر چند معروف کمزوریوں کا ذکر کیا جاتا ہے تا دوستوں کو انتخاب میں سہولت پیدا ہو۔

(۱) سب سے اوّل نمبر پر نماز میں سُستی ہے اور نماز میں سُستی کے اندر باجماعت نماز میں کوتاہی، نماز کو صرف ٹھونگیں مار کر پڑھنا اور سنوار کر ادا نہ کرنا اور اس کی ظاہری اور باطنی شرائط سے غفلت برتنا سب شامل ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اعمالِ صالحہ میں سے سب سے پہلے نماز کے متعلق پُرسش ہوگی اور یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے جس میں نماز پڑھنے والا گویا خدا سے باتیں کرتا ہے۔ پس نماز نہ پڑھنا یا نماز میں سُستی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

(۲) **جماعتی چندوں میں سُستی** بھی بڑی کمزوریوں میں سے ہے جس میں شرح کے مطابق چندہ نہ دینا یا کسی مَد میں تو چندہ دینا اور کسی میں غفلت اختیار کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اِس زمانہ میں جو (دعوتِ اِلی اللہ) اور اشاعتِ (دینِ حق) کا مخصوص زمانہ ہے چندہ اوّل درجہ کی نیکیوں میں شامل ہے اور میرا تجربہ ہے کہ اس کی وجہ سے مال ہرگز گھٹتا نہیں بلکہ مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے چندے اور تحریکِ جدید کے چندے اور وصیت کا چندہ اور جلسہ سالانہ کا چندہ اور نئی وقفِ جدید کا چندہ وغیرہ سب نہایت اہم اور نہایت مبارک چندے ہیں اور لاریب یہ تمام چندے مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ میں شامل ہیں جس کے متعلق قرآن مجید نے اپنے شروع میں ہی بہت تاکید فرمائی ہے۔

(۳) **لین دین اور تجارت** میں بد دیانتی کی بدی بھی اِس زمانہ میں بہت بھیانک صورت اختیار کر گئی ہے جس کا نہ صرف انسان کے اخلاق پر بلکہ مجموعی نیک نامی پر بھی بھاری اثر پڑتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ مَن غَشَّ فَلَیسَ مِنِّی یعنی جو شخص دوسروں کے ساتھ دھوکا کرتا اور خیانت کا رویہ اختیار کرتا ہے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہر سچے ..... کو ڈرانے کے لئے کافی ہونا چاہیئے۔ قرآن مجید نے بھی ایسے لوگوں کے لئے جو دھوکا کرتے ہیں اور دوسروں کا حق مارتے ہیں وَیل یعنی ہلاکت کی تہدید فرمائی ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنے کی عادت اور سُود خوری بھی اسی ذیل میں آتی ہے۔ سُود کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ سُود لینے والا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہووے اور جھوٹ تو گناہ کے انڈے پیدا کرنے کی مشین ہے۔

(۴) **رشوت** بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ہر احمدی کا دامن اِس لعنت سے اِس طرح پاک ہونا چاہیئے جس طرح دھوبی کے گھر سے واپس آیا ہوُا کپڑا میل کچیل سے پاک ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ کِلَاھُمَا فِی النَّارِ یعنی رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں آگ میں ہیں کیونکہ اس سے قوم کے اخلاق تباہ ہوتے ہیں اور ملک ذلیل ہو جاتا ہے۔ مَیں یہ باتیں صرف مثال کے طور پر لکھ رہا ہوں ورنہ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت کی بھاری اکثریت اِن کمزوریوں سے پاک ہے۔

(۵) **شراب نوشی** بھی جسے اُمّ الخبائث (یعنی تمام بدیوں کی ماں) کہا گیا ہے اِس زمانہ کے ..... میں عام ہو رہی ہے اور گو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ احبابِ جماعت خدا کے فضل سے اِس ناپاک عادت سے محفوظ ہیں لیکن آجکل یہ بدی نو تعلیم یافتہ طبقہ میں اور خصوصاً مغرب زدہ لوگوں میں ایسی عام ہو رہی ہے کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ بعض خام طبع نوجوان اور خصوصاً فوجی نوجوان اِس کمزوری میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ خود تو شراب سے کنارہ کش رہیں لیکن اپنی دعوتوں میں دوسروں کو شراب پلا دیا کریں حالانکہ یہ فعل بھی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے سراسر خلاف ہے۔ اِسی طرح جوُا بھی شراب کی طرح بہت مخربِ اخلاق بدی ہے۔ قرآن مجید نے اِسے شراب کے ذکر کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے۔ آجکل تاش کے کھیل میں **جوُا بازی یا گھوڑ دوڑ** وغیرہ میں جوئے کی شرطیں لگانا عام ہو رہا ہے۔

(۶) **بے پردگی** کا مرض بھی آجکل کے ..... میں عام ہے اور خصوصاً پاکستان بننے کے بعد یہ کمزوری بہت بڑھ گئی ہے اور فیشن کی اتباع میں اپنی بیویوں کو بے پردہ کرکے مردوں کی مجلسوں میں لانے اور بے حجابانہ کُھلے پھرانے اور قرآنی ارشاد وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ کو پسِ پُشت ڈالنے کا مرض وبا کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ (دینِ حق) ہرگز یہ نہیں کہتا کہ عورتیں گھروں میں قید رہیں یا یہ کہ وہ تعلیم نہ پائیں یا یہ کہ وہ قومی زندگی میں حصّہ نہ لیں بلکہ وہ اِس معاملہ میں صرف بعض دانشمندانہ حد بندیاں لگاتا ہے جو مَردوں اور عورتوں دونوں کے اخلاق کی حفاظت کے لئے ضروری ہیں۔ پس ہمارے احمدی نوجوانوں کو عیسائیوں کی اندھی تقلید اور دوسرے ..... کی نقالی سے بچتے ہوئے اِس معاملہ میں بہت محتاط رہنا چاہیئے۔ (دینِ حق) کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان عورتیں مسنون پردہ بھی کرتی تھیں اور قومی زندگی میں حصّہ بھی لیتی تھیں اور بعض عورتوں نے بڑی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ مَیں احمدیت کی غیور بیٹیوں سے بھی امّید رکھتا ہوں کہ وہ اِس معاملہ میں اپنے خاوندوں اور باپوں پر اچھا اثر ڈالیں گی۔

(۷) (دینِ حق) بے شک انسان کی ذاتی اور خاندانی اور قومی ضرورتوں کے ماتحت تعددِ ازدواج کی اجازت دیتا ہے مگر ساتھ ہی سخت تاکید فرماتا ہے کہ جو شخص دوسری شادی کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ پورے پورے عدل وانصاف سے کام لے اور سب بیویوں کے درمیان اپنے وقت اور مال اور اپنی ظاہری توجّہ کو اِس طرح بانٹے کہ انصاف کا ترازو بالکل برابر رہے مگر آجکل بعض لوگ دوسری شادی کے بعد پہلی بیوی کو کالمعلّقہ یعنی لٹکا ہوُا چھوڑ دیتے ہیں جو نہ تو صحیح معنے میں خاوند کی بیوی سمجھی جا سکتی ہے اور نہ وہ اپنے لئے کوئی اَور راستہ اختیار کرنے کے لئے آزاد ہوتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے

کہ ایسے لوگ حشر کے میدان میں اِس طرح اُٹھیں گے کہ ان کا نصف دھڑ مفلوج ہوگا۔

(۸) ماں باپ کی خدمت میں غفلت برتنا بھی اِس زمانہ کی ایک عام کمزوری ہے۔ خصوصًا شادی کے بعد کئی نوجوان اپنے والدین کی خدمت بلکہ ان کے واجبی ادب تک میں کمزوری دکھانے لگتے ہیں۔ حالانکہ (دینِ حق) نے شرک کے بعد حقوقِ والدین کو دوسرے نمبر کا گناہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید نے کیا عجیب دعا سکھائی ہے کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا یعنی اے خدا تو میرے ماں باپ پر اسی طرح رحم فرما جس طرح کہ انہوں نے میرے بچپن میں مجھے رحم اور شفقت کے ساتھ پالا۔ اِس دعا میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ جس طرح تمہارے ماں باپ نے تمہیں تمہاری کمزوری کے زمانہ میں اپنے پَروں کے نیچے رکھ کر پالا تھا اسی طرح ان کے بڑھاپے میں تم انہیں اپنے پَروں کے نیچے رکھو۔

(۹) مردوں کے لئے یہ خاص حکم ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیرکم خیرکم لاھلہٖ یعنی تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر ہے اور عورتوں کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی پوری طرح وفادار اور خدمت گذار رہیں۔ حتّٰی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر خدا کے سوا کسی اَور کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو مَیں حکم دیتا کہ بیوی خاوند کو سجدہ کرے۔ یہ معمولی باتیں نہیں بلکہ سماجی بہبود اور خانگی امن کے لئے گویا ریڑھ کی ہڈی ہیں۔

(۱۰) ہمسایوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کا بھی (دینِ حق) میں خاص حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی اِس طرح بار بار تاکید کی ہے کہ مجھے گمان گذرا کہ شاید ہمسایہ کو انسان کا وارث ہی بنا دیا جائے گا۔ دراصل انسان کے اخلاق کا حقیقی ثبوت اس سلوک سے ملتا ہے جو وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ کرتا ہے اور لازمًا ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی ایک بہت بڑی بدی ہے۔

(۱۱) جماعتی انتظام کے ماتحت اپنے مقامی امیروں کے ساتھ عدم تعاون اور تفرقہ پیدا کرنے کی عادت بھی بڑی ناپاک بدیوں میں سے ہے جو نہ صرف جماعتی تنظیم کو تباہ کرنے والی بلکہ جماعت کو بدنام کرنیوالی اور جماعتی رعب کو مٹانے والی اور جماعت کو اتحاد کی برکتوں سے محروم کرنے والی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق تاکید فرمائی ہے کہ بارہا فرماتے تھے کہ اگر تمہارے خیال میں تمہارا کوئی امیر اپنا حق تو تم سے چھینتا ہے مگر تمہارا حق تمہیں دینے کو تیار نہیں تو پھر بھی تم اس کی اطاعت کرو اور اپنے حق کیلئے خدا کی طرف دیکھو۔ نیز فرماتے تھے من شذّ شذّ فی النار یعنی جو شخص جماعت میں تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔

(۱۲) اِس زمانہ میں تمباکو نوشی بھی ایک عالمگیر کمزوری بن گئی ہے اور غالبًا ہماری جماعت میں بھی کافی پائی جاتی ہے۔ اِس مرض میں مُنہ کی بدبو اور روپے کے نقصان اور وقت کے ضیاع اور سرطان یعنی کینسر وغیرہ کی امراض کو دعوت دینے کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔ بعض کُرسی نشین فلسفی اس سے طبیعت کا وقتی سکون حاصل ہونے کے مدعی بنتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود ..... فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اِس چیز سے طبعی نفرت ہے اور فرماتے تھے کہ اگر تمباکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ آپؐ اسے منع فرماتے۔ پس دوستوں کو اس کے ترک کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے لیکن اگر کسی شخص کے لئے لمبی عادت کی وجہ سے فوری ترک ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنی احتیاط تو رکھی جائے کہ دوسروں کے سامنے تمباکو نوشی سے پرہیز کیا جائے تاکہ ان کی یہ کمزوری اپنے تک محدود رہے اور ان کی اولاد یا دوسرے عزیزوں اور دوستوں میں سرایت نہ کرنے پائے۔

(۱۳) بالآخر اِس زمانہ میں سینما دیکھنے کی عادت بھی ایک وَبا کی صورت اختیار کر کے لاکھوں انسانوں کی زندگی کو تباہ کر رہی ہے اور گندی اور فحش فلموں اور خلافِ اخلاق مناظر کو دیکھنے کے نتیجہ میں ان کے دل و دماغ میں گویا گھُن لگ گیا ہے اور سینما کی ناپاک کشش نے خام طبیعت کے نوجوانوں کو مختلف انواع کے جرائم کی طرف بھی مائل کر رکھا ہے۔ ہماری جماعت میں سینما جانا منع ہے مگر سُنا جاتا ہے کہ بعض بے اصول احمدی بھی کبھی کبھی اِس کمزوری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی خالصةً علمی یا طبّی یا تاریخی یا جغرافیائی یا جنگی فلم ہوتی جو الفؔ سے لے کر یؔ تک گندے مناظر سے پاک ہوتی تو لوگ اس سے فائدہ اُٹھا سکتے تھے مگر موجودہ صورت میں جو فلمیں بظاہر اچھی سمجھی جاتی ہیں ان میں بھی دودھ کے گلاس میں چند قطرے پیشاب کے بھی ملے ہوتے ہیں۔ پس بہرحال ان سے اجتناب لازم ہے۔

یہ چند کمزوریاں مَیں نے صرف مثال کے طور پر شمار کی ہیں ورنہ کمزوریاں تو بے شمار ہیں۔ مثلاً بدنظری، غیبت، گالی گلوچ کی عادت، فحش گوئی، فحش اور گندے رسالے پڑھنا، بیکاری میں وقت گذارنا وغیرہ وغیرہ۔ ہر شخص اپنے حالات کا جائزہ لے کر اپنے متعلق خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ اگر وہ ساری بدیاں نہیں چھوڑ سکتا تو کم از کم اسے پہلے کس بدی کو ترک کرنا چاہیئے؟ پس مَیں حضرت مسیح موعود ..... کے مبارک منشاء کے مطابق احبابِ جماعت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اِس رمضان میں اپنی کسی نہ کسی کمزوری کو سامنے رکھ کر اسے ترک کرنے کا عہد کریں اور پھر خدا سے نصرت چاہتے ہوئے اس بدی سے اس طرح الگ رہیں جس طرح کہ صاحبِ عزم مومنوں کا شیوہ ہوتا ہے تاکہ ان کا رمضان ٹھوس اور معیّن نتیجہ پیدا کرنے والا ثابت ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے اِس عہد کو کسی پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارا خدا ستّار ہے اور ستّاری کو پسند کرتا ہے مگر تفصیل ظاہر کرنے کے بغیر بزرگوں اور دوستوں سے دعا کی تحریک کرنے میں حرج نہیں کیونکہ مومن ایک دوسرے کے لئے سہارا ہوتے ہیں۔ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

یہ خاکسار بھی اپنی کمزوریوں اور فروگزاشتوں کے لئے احبابِ کرام کی مخلصانہ دعاؤں کا طالب ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

---

## ہر مُشکل کے وقت خُدا کے آستانہ پر گرو

حضرت اقدس بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"تم راستباز اس وقت بنو گے جب کہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو۔ اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب رُوح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ مُنہ سے اِنشاء اللہ بھی نہیں نکالتے ان کے پیرو مت بن جاؤ۔"

(کشتی نوح ص۴۷)

## احباب متوجہ ہوں :۔

حضور انور کی خدمت اقدس میں خط لکھتے ہوئے آپ اپنا نام اور پتہ صاف ستھرا لکھنا نہ بھولیئے۔ جزاکم اللہ۔

# گوجرانوالہ اور نائیجیریا میں خدا کی راہ میں جان قربان کرنیوالے دو احمدیوں کا ذکر خیر

## سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ فرمودہ ۱۸- دسمبر ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن

### خدا کی راہ میں جان دینے والے دو احمدیوں کا ذکر

حضرت امام جماعت احمدیہ نے گوجرانوالہ کے ایک داعی الی اللہ کی خدا کی راہ میں جان دینے کے تازہ واقعہ کا ذکر فرمایا۔ ان کا نام محترم محمد اشرف صاحب آف مہر جلہن ہے یہ ۱۹۸۴ء میں خود احمدی ہوئے۔ اور بہت جلد ترقی کی۔ حضور ایدہ اللہ سے گہرا تعلق حاصل کیا۔ بہت خط و کتابت کی۔ حضور نے فرمایا مجھے لکھتے تھے کہ میں تو ہر وقت جان ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوں سوائے گھر کے بیوی بچوں کے کوئی میرا نہیں رہا۔ ان پر کل رات حملہ کیا گیا۔ حملہ آور نے ان کے ساتھ دھوکا کر کے ان کا اعتماد حاصل کیا۔ رات ان کے پاس ٹھہرے انہوں نے ان کو کھانا کھلایا۔ پھر رات کو سوتے ہوئے ان کے سر اور چہرے پر پستول سے فائر کیا۔ ان کے بچے کو بھی زخمی کیا۔ ان کی اہلیہ بھی بڑی بہادر اور نڈر داعی الی اللہ ہیں انہوں نے اپنے بیٹے کو ساتھ کے گاؤں اطلاع دینے کو بھجوایا تو وہ سب یہ خبر سن کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ تو خدا کی راہ میں جان دینے والے اس دوست کے بیٹے نے ان کو تسلیاں دیں کہ میرا باپ نیک انجام کو پہنچا ہے۔ میری والدہ بھی بڑی خوش ہے کہ بہادری اور وفا سے جان دی۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ایسے داعی الی اللہ خدا کی راہ میں جان دینے والوں کا کوئی بچہ یتیم نہیں رہ سکتا۔ ساری جماعت جس کی سرپرستی کر رہی ہو وہ کیسے یتیم ہو سکتا ہے۔ اس کے باوجود پیاروں کی جدائی کا دکھ کم نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات بڑھتا چلا جاتا ہے۔

ضمناً حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ربوہ سے بھی اور دوسری جگہوں سے بھی اطلاعیں مل رہی ہیں کہ لوگ بڑے شوق سے ڈش انٹینا کے ذریعے خطبے سننے کے لئے حاضر ہوتے ہیں کہ کچھ تو انکی پیاس بجھ رہی ہے کچھ تو قربت کا احساس ہو رہا ہے۔ آج شاید اس خدا کی راہ میں جان دینے والے کا جنازہ ہو چکا ہو۔ اور یہ سب لوگ بھی شائد یہ خطبہ سن رہے ہوں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا میں اپنی طرف سے اور ساری دنیا کی جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کو بہت محبت بھرا سلام پہنچاتا ہوں۔ وہ انسان بڑا خوش نصیب ہے جو خدا کے حضور اس شان سے حاضر ہو دکھ تو ہوتا ہے مگر ساتھ خوشی اور تشکر کا احساس بھی لازمی ہے۔ خدا کے حضور حاضر ہونے والے کے بچے اور بیوی بڑی شان والے ہیں کہ انہوں نے اس سعادت پر نظر رکھی ہے غم پر نظر نہیں رکھی۔ جو پایا ہے اس کو سامنے رکھا ہے جو کھویا ہے اس کا غم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ انکا حافظ و ناصر ہو ان کے سارے بوجھ خود اٹھا لے اور خدا کی راہ میں اس جان دینے والے کو بہت پھل پھول لگائے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا چوہدری محمد علی صاحب کا ایک شعر ہے۔

وہ برگزیدہ شجر لڑ رہا تھا موسم سے<br>
کہ پھولنا تھا اسے برگ و بار دینا تھا

حضور نے فرمایا ایک پھول تراش لو گے تو کیا سارے باغ کو اجاڑ دو گے۔ یہ تو خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا شجر ہے اس کو پھولنا ہے، برگ و بار دینا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ امانت کا حق ادا کرنے والوں کو برگ و بار دیتا ہے۔ اس موقع پر تو وہی شعر ذہن میں آتا ہے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی<br>
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس جذبے سے اگر حقوق ادا کرنے شروع کر دیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے جب کسی کام کرنے والے پر پیار کی نظریں پڑنے لگیں تو وہ ضرور پھلتا پھولتا ہے۔ ایسا شجر کبھی بانجھ نہیں رہ سکتا۔ حضور نے فرمایا عہدیدار اس جذبے سے کام کریں ان کا مقصود یہ ہونا چاہیئے کہ مولا کی

محبت اور تحسین کی نظر اس پر پڑنے لگے ۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بار بار سبحان من یرانی کے الفاظ دہرائے ہیں کہ مجھے کسی کی کیا فکر ہے ۔ میرا پیارا ہر آن ہر حال میں مجھے دیکھ رہا ہے ۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی ذات مجھے نہیں چھوڑتی ۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک اور راہ خدا میں جان دینے والے کا ذکر فرمایا کہ ہمارے ایک مربی مکرم مبشر احمد چوہدری صاحب مربی سلسلہ کانو نائیجیریا دعوت الی اللہ کے فرائض کی انجام دہی میں دیگر دوستوں کے ساتھ ایک سفر پر جا رہے تھے کہ ان کی کار کھائی میں گر گئی ۔ مکرم مبشر احمد چوہدری صاحب نے موقع پر ہی دم توڑ دیا جبکہ دوسرے دو ساتھی زخمی ہو گئے ۔

حضور نے فرمایا انہوں نے اس معنے میں راہ خدا میں جان دی ہے کہ جو بھی مربی خدمتِ دین کے میدان میں جان دیتا ہے وہ خدا کی راہ میں جان دینے کا مرتبہ حاصل کرتا ہے ۔ ہمارے مربیان بیوی بچوں سے دور تنگی اور تکالیف سے دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیتے ہیں ۔ حضور نے فرمایا ایک خاص بات جو انکی قربانی کو نمایاں کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے امیر صاحب نے گواہی دی کہ ایک سال قبل مکرم مبشر صاحب نے یہ بات بتائی تھی کہ جب میں ربوہ سے چلنے لگا تو میری بیوی نے بتایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ تم خدمت دین کے سفر سے کفن میں لپٹے ہوئے واپس آئے ہو ۔ حضور ایدہ اللہ نے گلوگیر آواز میں فرمایا ۔ بہت ہی پیارے اور محبت کرنے والے دو بھائی ہم سے جدا ہوئے ہیں ۔ لیکن بات وہی سچی ہے جو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمائی ہے کہ

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا راہ خدا میں دی جانے والی ان جانوں کو پیش نظر رکھ کر اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں ۔ جانے والے یہ پیغام دے رہے ہیں کہ جب تک ہمارا بس چلا ہم نے اپنی ساری طاقتیں اللہ کے راستے میں پیش کر دی ہیں ۔ جو پیچھے رہ گئے ہیں اللہ تم کو خدمت کی توفیق دے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس جذبے سے ساری جماعت کام کرے گی تو آپ دیکھیں گے کہ کتنی جلدی تقدیر بدل جائے گی ۔

## مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب انتقال فرما گئے

انا للہ و انا الیہ راجعون

سابق مربی سلسلہ امریکہ فلپائن و انڈونیشیا مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب اچانک دل کا دورہ پڑنے سے ۲۵ جنوری ۱۹۹۳ء کو انتقال کر گئے ۔ ان کی عمر ۸۷ سال تھی ۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے بانی اراکین میں شامل تھے ۔ آپ کو ایک سال (۵۶-۱۹۵۵ء) بطور نائب ناظر امور خارجہ اور دو سال ۶۶-۱۹۶۴ء میں بطور نائب اور قائمقام وکیل الدیوان تحریک جدید خدمات کی بھی توفیق ملی ۔ امریکہ میں خدمت کے دوران یو این او کے نمائندگان اور اہم شخصیات سے رابطہ کرنے کا موقع ملتا رہا ۔

۲۶ جنوری کو صبح نو بجے احاطہ دفتر صدر انجمن احمدیہ میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے جنازہ پڑھایا آپ ۱/۲ حصہ کے موصی تھے ۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مولانا موصوف نے ہی دعا کرائی ۔

آپ نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں اپنے پیچھے چھوڑے ہیں ۔ بڑی بیٹی مکرم باسط احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ کی اہلیہ محترمہ ہیں ۔ احباب سے ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔

## اسیرانِ راہِ مولیٰ کیلئے دُعا کی درخواست

احباب تمام اسیران راہ مولیٰ کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ خاص سے آزمائش کی گھڑیاں ٹال دے ۔ انہیں صحت و سلامتی سے رکھے اور جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے ۔

# رمضان کے روزے

(ازمکرم جناب مفتیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ)

(نوٹ) اِس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے:۔
قرآن کریم۔ بخاری شریف، المنتقی، فتاوٰی احمدیہ، تاریخ، فقہ اسلامی

قدرت نے انسان کی اصلاح کے لئے جو راہیں تجویز کی ہیں ان میں روزہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ دُنیاوی لحاظ سے جہاں روزہ شجاعت اور ایثار جیسی اعلیٰ صفات کا موجب بنتا ہے وہاں روحانی لحاظ سے خود اللہ تعالیٰ اس کی جزا بنتے ہیں۔ یعنی لقاءِ الٰہی اور روحانی مشاہدات کی نعمت سے انسان کو نوازا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے ایک دفعہ الٰہی منشاء کے ماتحت چھ ماہ کے روزے متواتر رکھے اس کے نتیجہ میں جو روحانی فیوض آپ پر نازل ہوئے ان کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"اس اثناء میں عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کھلے بعض گزشتہ انبیاء سے ملاقاتیں ہوئیں ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ حسنین رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔ علاوہ ازیں انوارِ روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سُرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آئے تھے جن کا بیان کرنا طاقتِ تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے تھے۔ جن میں سے بعض چمک دار اور بعض سبز و سُرخ تھے۔ ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دُنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوتی جیسا کہ اس کو دیکھ کر دل اور اَرواح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور روزہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اُوپر سے نازل ہُوا اور دونو کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی"

غرض روزہ ایک ابدی اور فطری صداقت ہے جس میں بے شمار کمالات پوشیدہ ہیں۔ اِس لئے ہر آسمانی مذہب نے کسی نہ کسی شکل میں روزہ کو اپنے روحانی احکام کا جُزو بنایا ہے اور دینِ حق کی تاریخ کا تو نقطۂ آغاز ہی روزہ ہے۔ "ابنِ اسحٰق کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر سال رمضان کے مہینہ میں غارِ حرا میں روزہ کے ساتھ اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ ایک سال آپؐ اپنے دستور کے مطابق اعتکاف میں تھے کہ حضرت جبریل آپؐ کے پاس آئے اور پہلی وحی آپؐ پر نازل ہوئی"

گویا ایک عظیم الشان کلام اور دائمی مذہب کی بنیاد جس عبادت پر رکھی گئی وہ روزہ تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ روزہ ایک ایسا بابرکت سورج ہے جس کی شعاعیں انسانیت کی تکمیل کا باعث ہیں اور اس کی فرحت بخش حرارت حق کی تلاش کے بیج کو نمو عطا کرتی ہے اور ان شعاعوں کی روشنی میں ہی وہ بڑھتی پھلتی اور پھولتی ہے۔ کٹھن راہیں آسان سے آسان تر نظر آنے لگتی ہیں۔ شہوات کے طوفان تھم جاتے ہیں ظلمات کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور منزلِ مقصود ہاں تخلیقِ انسانیت کا مقصدِ اصلی بالکل صاف سامنے نظر آنے لگتا ہے۔

## رمضان کے روزے کب فرض ہوئے

روزہ دینِ حق کے پانچ ارکان میں شامل ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ان روزوں کے لئے وہی مہینہ انتخاب کیا جس میں آپ ہر سال اعتکاف کرتے تھے۔ سنہ ۲ھ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

یا ایھا الّذین اٰمنوا کتب علیکم الصّیام کما کتب علی الّذین من قبلکم لعلّکم تتّقون۔ شھر رمضان الّذی انزل فیہ القراٰن ھدًی للنّاس وبیّنٰت من الھدٰی والفرقان فمن شھد منکم الشّھر فلیصمہ۔

یعنی اے وہ جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلوں پر فرض تھے۔ یہ اس لئے ہؤا کہ تا تم تقوٰی کی نعمت سے سرفراز کئے جاؤ۔ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہونا شروع ہؤا۔ یہ قرآن لوگوں کے لئے ہدایت اور فرقان اور ہدایت کی بیّنات پر مشتمل ہے۔ پس جو شخص تم میں سے اس مہینہ میں موجود ہو وہ اس میں روزے رکھے۔

## رمضان کی وجہ تسمیہ

حضرت مسیح موعود... نے فرمایا: رمضان سُورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہؤا..... روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر گرم ہوتے ہیں۔ رمضان دعا کا مہینہ ہے.... نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلّی قلب ہوتی ہے..... اور تجلّی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔

## رمضان کا چاند

رمضان کے چاند دیکھنے کا اہتمام سُنّتِ ابرار ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین رمضان کے چاند کا انتظار اِس اشتیاق سے کرتے جیسے کسی معشوق کی آمد ہے۔ ایک خاص ہماہمی اور گہما گہمی ہوتی تھی اور ایک خاص ذوق و شوق رمضان کی برکات کے حصول کے لئے ان میں پیدا ہو جاتا تھا۔ جس رات رمضان کا چاند نظر آتا اسی رات سے قیام اللیل پر عمل شروع ہو جاتا۔ رات کو جاگنا، کثرت سے نوافل پڑھنا، تراویح کا اہتمام کرنا، قرآن پڑھنا اور سُننا اور ذکرِ الٰہی کرنا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر سو کر نمازِ تہجد اور سحری کے لئے اُٹھ بیٹھنا ان ہی مشاغل میں ان کی رات بسر ہو جاتی اور ہر رات ان کا یہی معمول رہتا۔

## روزہ کے احکام

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صُومُوا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غُبّیَ علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین۔ یعنی چاند دیکھ کر روزے رکھنے شروع کرو اور شوال کا چاند نظر آنے پر روزے ختم کرو۔ اگر بادل کی وجہ سے معاملہ مُشتبہ رہے اور چاند نظر نہ آسکے تو پھر شعبان کے تیس ۳۰ دن شمار کرو۔ اسی طرح اگر شوال کے چاند میں یہ دِقت پیش آئے تو رمضان کے تیس ۳۰ روزے پُورے کرو۔

اگر ایک گاؤں کے لوگ چاند دیکھ لیں تو دوسرے گاؤں والے جنہوں نے چاند نہیں دیکھا چاند دیکھنے والوں کے مطابق عمل کریں۔ اگر مطلع اَبر آلود ہو اور حالت مُشتبہ ہو اور ایک شخص آکر گواہی دے کہ اُس نے چاند دیکھا ہے تو اس کی گواہی کو تسلیم کر لیا جائے اور اگر انہی حالات میں عید کے چاند کے متعلق دو ۲ آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے عید کا چاند دیکھا ہے تو ان کی گواہی تسلیم کی جائے گی لیکن اس کے لئے صرف ایک آدمی کی گواہی کافی نہیں ہو گی اور اگر مطلع صاف تھا تو پھر ایک یا دو ۲ آدمیوں کی گواہی معتبر نہ ہو گی بلکہ ایک جمِ غفیر کی گواہی کی ضرورت ہو گی۔ سحری کے وقت یعنی طلوعِ فجر سے کچھ دیر پہلے اُٹھنا اور حسبِ خواہش اور حسبِ پسند کھانا کھا کر روزہ کی نیّت کرنا بڑے ثواب کا موجب ہے۔ بغیر کچھ کھائے روزہ رکھ لینا یا بہت سویرے کھانا کھا لینا پسندیدہ نہیں سمجھا گیا۔ بہرحال صبح کے طلوع ہونے سے پہلے روزہ کی نیّت زیادہ بہتر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "جو شخص فجر سے پہلے روزہ کی نیّت نہیں کرتا اس کا روزہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اسی طرح حضرت زیدؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپؐ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے

ہوئے۔ حضرت انسؓ نے حضرت زیدؓ سے پوچھا سحری کھانے اور نماز میں کتنا وقفہ تھا تو آپ نے فرمایا پچاس آیتیں پڑھنے پر جتنا وقت صرف ہوتا ہے اندازاً اتنا وقفہ تھا۔

## روزہ کیا ہے؟

طلوعِ فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک نہ کھانا نہ پینا اور نہ ہی اپنی بیوی سے ہمبستر ہونا بشرطیکہ اس میں نیّت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو روزہ کہلاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ ہر قسم کی بُرائیوں سے، گپ بازی سے اور فضول اور لغو کاموں سے انسان باز رہے۔ سارا دن ذکرِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں بسر کرے۔ یعنی خواہ وہ کوئی دُنیوی کام ہی کر رہا ہو اللہ تعالیٰ کی یاد اس کے دل سے محو نہ ہو۔ حقیقی روزہ اسی کا نام ہے صرف بھوکا پیاسا رہنا اور اپنی بدعادات کو ترک نہ کرنا روزہ کے مقصد کو پورا نہیں کرتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ یعنی جو شخص جھوٹ اور اس پر عمل کو ترک نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ رمضان کے دنوں میں صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کرنی چاہیئے۔ انسان کا ہاتھ کُھلا رہے اور دوست احباب کی خاطر و مدارات میں بھی سبقت دکھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رمضان کی ہر رات میں آپؐ پر جبریل نازل ہوتے اور ان دنوں میں آپؐ یوں سخاوت کرتے جیسے تیز ہوا چلتی ہے۔

## روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا لینا

اگر یاد نہ رہے اور بھول کر انسان کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ علیٰ حالہٖ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزے میں واقع نہیں ہوگا بلکہ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ اگر کوئی بھول کر کھانے پینے لگ جائے تو پاس کے لوگوں کو اسے یاد نہیں دلانا چاہیئے اللہ تعالیٰ اسے کِھلا رہا ہے پھر انہیں کیا ضرورت پڑی کہ وہ اس میں روک ثابت ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اذا اکل الصائم ناسیًا اوشرب ناسیًا فانّما ھو رزق ساقہ اللہ الیہ ولا قضاء علیہ ولا کفارۃ۔

کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اسے پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ تو رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا۔ نہ اس پر قضا ہے نہ کفارہ ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ بیٹھے مثلاً روزہ یاد تھا لیکن کُلّی کی غرض سے مونہہ میں پانی ڈالا اور پانی اندر چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا تو اس کی قضا ضروری ہوگی لیکن نہ وہ گنہگار ہے اور نہ اس پر کفارہ ہے۔

## جان بُوجھ کر روزہ توڑ دینا

جو شخص جان بُوجھ کر روزہ توڑے وہ سخت گنہگار ہے۔ ایسے شخص پر بغرض توبہ کفارہ واجب ہوگا۔ یعنی پے در پے اُسے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے یا ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا پڑے گا یا ہر مسکین کو دُو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ توبہ کے سلسلہ میں اصل چیز حقیقی ندامت ہے جو دِل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے لیکن اس میں ساٹھ روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اس صورت میں استغفار ہی اس کے لئے کافی ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دُہائی دینے لگا یا حضرت مَیں ہلاک ہو گیا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کس نے تجھے ہلاک کیا ہے۔ اس نے عرض کی حضور روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تُو غلام آزاد کر سکتا ہے۔ اس نے عرض کی نہیں۔ پھر حضورؐ نے پوچھا ساٹھ روزے مسلسل رکھ سکتا ہے۔ اس نے کہا حضور نہیں۔ اگر ایسا ہو سکتا اور شہوانی جوش کو روک سکتا تو یہ غلطی ہی کیوں سرزد ہوتی۔ حضورؐ نے فرمایا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ اس نے کہا غربت ایسا کرنے سے مانع ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تو پھر بیٹھو۔ اتنے میں کوئی شخص ایک ٹوکری کھجوروں کی لے آیا آپؐ نے فرمایا اُٹھا لے اسے اور کھلا دے یہ مسکینوں کو۔ ٹوکری لے کر عرض کرنے لگا مجھ سے زیادہ اور کون غریب ہوگا۔ مدینہ بھر میں سب سے زیادہ محتاج ہوں۔ حضورؐ اس کی اس عرض پر کِھل کِھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا جاؤ اپنے اہل و عیال کو ہی کِھلا دو۔

## وہ امور جن کے متعلق عوام سمجھتے ہیں کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

پچھنے لگوانا، قے کرنا، دن کو سُرمہ لگانا، معمولی اپریشن کرانا، کلوروفارم سونگھانا روزہ کی حالت میں اِن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ انہیں پسند نہیں سمجھا گیا اِس لئے اِس قسم کی باتیں مکروہ ہیں۔ اِسکے علاوہ کُلّی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، خوشبو لگانا، ڈاڑھی اور سر میں تیل لگانا، بار بار نہانا، آئینہ دیکھنا، مالش کرانا، پیار سے بوسہ لینا۔ اِن میں سے کوئی فعل بھی منع نہیں نہ اِن سے روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے۔ اِسی طرح جنابت کی حالت میں اگر نہانا مشکل ہو تو نہائے بغیر کھانا کھا کر روزہ کی نیّت کر سکتا ہے۔

## مرض اور سفر کی حالت میں روزہ

روزہ کا اجرِ عظیم ہے اور امراض اور اغراض اِس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں اِس لئے انسان کو دعا مانگنی چاہیئے کہ

"الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شُدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخش دے گا۔ لیکن اس کے باوجود اگر تقدیرِ الٰہی غالب آئے اور انسان بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جائے گی کیونکہ ہر کام کا مدار نیّت پر ہے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیّت دردِ دل سے تھی کہ کاش مَیں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا۔ اس کا دل اِس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے روزے رکھیں گے۔"

بہر حال بیمار ہونے یا سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لیس من البرّ الصیام فی السفر یعنی سفر کی حالت میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے:-

"قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ سفر میں تکالیف اُٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زورِ بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اس کی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر و نہی میں سچا ایمان ہے۔"

علاوہ ازیں حائضہ اور نفاس والی عورت بھی روزہ نہیں رکھ سکتی۔ ایسے ہی حاملہ اور دُودھ پلانے والی بھی روزہ نہ رکھے لیکن بعد میں جب یہ عذر نہ رہیں یعنی بیمار تندرست ہو جائے۔ مسافر اپنے گھر پہنچ جائے یا کسی جگہ پندرہ یا پندرہ سے زائد دن ٹھہرنے کا ارادہ کر لے۔ حائضہ حیض سے پاک ہو جائے۔ نفاس کے دن ختم ہو جائیں۔ حاملہ کے بچّہ پیدا ہو جائے یا دُودھ پلانے والی دودھ پلانا بند کر دے۔ اس حالت میں ان لوگوں پر چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا واجب ہوگی اور یہ روزے دوبارہ انہیں رکھنے ہوں گے۔

## مزدور اور روزہ

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود . . . سے عرض کیا گیا کہ کاشت کاروں اور مزدوروں سے جن کا گذارہ کاشت کاری اور مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ ان کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقوٰی اور طہارت سے

اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے وہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب میسر ہو رکھ لے۔ اب رہا یہ سوال کہ مرض یا سفر کی حدود کیا ہیں یا روزہ نہ رکھ سکنے کا معیار کیا ہے۔ تو اس کے متعلق شریعت نے کوئی خاص حکم بیان نہیں فرمایا بلکہ اس بارہ میں اصولی ہدایت یہ ہے کہ کُلّ اِنْسَانٍ فقیہ لنفسہٖ یعنی اِس بارہ میں ہر شخص خود اپنے لئے فقیہہ اور مفتی ہے۔ بزرگوں نے اِس سلسلہ میں جو تفصیلات بیان کی ہیں وہ مثالیں ہیں جن سے انسان صحیح فیصلہ تک پہنچنے میں روشنی حاصل کرتا ہے۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ مرض ایسا ہو جس کا انسان کو احساس ہو اور وہ سمجھے کہ اس کی موجودگی میں روزہ رکھنے سے اُسے جسمانی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے یا اس کے دماغ پر اس کا اثر پڑے گا یا اسے اس قسم کی کوفت ہوگی کہ اس کے نتیجہ میں عبادت سے اسے نفرت ہو جائے گی۔ اِسی طرح حضرت مسیح موعود... نے فرمایا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔ حضور سے کسی نے پوچھا کہ اگر روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا "یہ سوال ہی غلط ہے بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں"۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود... نے انہیں فرمایا مفتی صاحب آپ کمزور ہیں اِس لئے آپ اِس سال روزے نہ رکھیں۔ اِسی طرح سفر کی حد کے سلسلہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ سحری کھا کر گھر سے کسی دوسری جگہ جانے کے لئے نکلے اور سُورج غروب ہونے سے پہلے پہلے واپس گھر آ جائے تو وہ مسافر نہیں اُسے روزہ رکھنا چاہیئے۔ بہرحال ایک طرف رمضان کے روزوں کی عظیم الشان برکات ہیں دوسری طرف حکم ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ اِن دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر اُس نے فیصلہ کرنا ہے کہ آیا وہ مریض ہے یا تندرست۔ مسافر ہے یا گھر کی طرح اپنوں میں مقیم ہے۔ پھر اُس کی روحانی حالت جسے وہ اپنے اندر محسوس کرتا ہے وہ بھی صحیح فیصلہ تک پہنچنے میں اُس کی رہنمائی کر سکتی ہے اور اُسے معلوم ہو سکتا ہے کہ آیا وہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہا ہے یا خداوند تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کر رہا ہے۔ بہرنوع یہ ایک باریک امر ہے۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ مَیں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اُوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ اِس دُنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور تکلّف کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔

## روزہ افطار کرنا

مسلسل روزے رکھتے چلے جانا اور سُورج غروب ہونے کے بعد ہر روز روزہ افطار نہ کرنا شریعت میں جائز نہیں۔ لگاتار روزے رکھنے کو وصال کہتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے منع فرمایا۔ جب سُورج غروب ہو جائے تو اس کے غروب ہونے کے ساتھ ہی روزہ کھول دینا چاہیئے۔ حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَحَبَّ عبادی الی اعجلھم فطرًا یعنی سب سے زیادہ وہ بندہ مجھے پیارا ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے اور ایک حدیث میں آتا ہے لاتزال اُمّتی بخیر ما اخروا السحور عجلوا الفطر یعنی جب تک میری اُمّت سحری دیر سے کھانے اور افطار جلدی کرنے پر کاربند رہے گی وہ رمضان کی برکات سے حصّہ پاتی رہے گی۔

## نمازِ تراویح

رمضان کی راتوں کو زندہ رکھنا یعنی کم سونا اور رات کو جاگنا بہت بڑی برکتوں کا موجب ہے۔ شب بیداری کی حالت میں جو عبادتیں انسان نے بجالانی ہیں ان میں نمازِ تراویح بھی ہے۔ یہ نماز دراصل تہجد کی نماز ہے اِس لئے سحری کے وقت اسے ادا کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہے لیکن اگر زیادہ سویرے اُٹھنے میں حرج محسوس ہو تو پھر عشاء کے بعد ہی جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ اِس نماز کی آٹھ رکعتیں ہیں ہر چار رکعتوں کے بعد کچھ دیر آرام کرنا چاہیئے۔ اِس نماز میں رمضان بھر میں قرآن مجید ختم کرنا سُنّتِ ابرار ہے۔ قرآن کریم کے حفاظ اِس نعمت کے حاصل کرنے کی خاص طور پر توفیق پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

## فدیہ اور روزہ

جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ فدیہ یعنی ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائے کیونکہ فدیہ سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خداوند تعالیٰ قادرِ مطلق ہے اگر وہ چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقتِ روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اِسی طرح ہر روزہ دار پر واجب ہے کہ وہ عید الفطر پڑھنے سے پہلے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرے یعنی جماعت کے نظام کے ماتحت غریبوں کے لئے ۲ سیر گندم یا اس کی قیمت ہر اُس فرد کی طرف سے دے جس کا خرچ وہ برداشت کر رہا ہے۔ مثلاً چھوٹے بچے ہیں یا غلام ہیں۔ بیوی یا بڑی اولاد خود ذمہ دار ہیں ان کی طرف سے ادا کرنا اس پر واجب نہیں۔

## لیلۃ القدر

لیلۃ القدر ایک ایسی رات ہے جس میں انسان کو قبولیتِ دعا کی گھڑی نصیب ہوتی ہے۔ یہ رات ہزار مہینوں سے بھی بڑھ کر ہے اور عموماً رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آتی ہے۔ اس رات کی تلاش میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا صلحاءِ اُمّت کا معمول رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ایمان اور خلوصِ نیّت کے ساتھ جس نے لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکرِ الٰہی میں بسر کی اُسکے سارے گناہ بخشے گئے۔ ایک دفعہ فرمایا اگر مجھے لیلۃ القدر مِل جائے تو مَیں یہ دعا مانگوں اللّٰھمّ انک عفو تحب العفو فاعف عنّی۔

**اعتکاف :** رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بھی لیلۃ القدر کی تلاش کا حصّہ قرار دیا گیا ہے جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ رمضان کا پورا آخری عشرہ اعتکاف میں گذارے وہ ۲۰ کی صبح کو نماز پڑھ کر اعتکاف میں بیٹھ جائے۔ بہرحال اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ روزہ کی حالت (بیت) میں یہ دن ذکرِ الٰہی میں بسر کرے بیت سے باہر جانے کی اُسے اجازت نہیں سوائے اس کے کہ وہ قضائے حاجت کے لئے باہر نکلے۔ ایسی صورت میں اگر راستہ میں کسی کی عیادت کا موقع بھی مل جائے تو کیا ہی کہنے۔ ایک بنتھ دو کاج۔ جمعہ کے دن جامعہ بیت میں جمعہ کے لئے جا سکتا ہے۔ اعتکاف کی راتوں میں معتکف اپنی بیوی کے پاس نہیں جا سکتا۔

## حرفِ آخر

روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ایسے ہی قُربِ الٰہی حاصل کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ یہ بھی بیان کیا ہے وَاِذا سالك عبادی عنّی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوالی والیؤمنوبی لعلّھم یرشدون یہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اِس ماہ کی عظمت اور سرِّ الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس میں دعائیں مانگیں تو مَیں قبول کروں گا لیکن ان کو چاہیئے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر خدا تعالیٰ کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے خدا بھی ایسے ہی اُس کی باتیں مانتا ہے ؛

---

## جماعت کا فرض

"مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت کا ایک بچہ بھی قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتا تو ساری جماعت کو اپنی فکر کرنی چاہیئے جب تک کہ وہ بچہ قرآن کریم ناظرہ نہ جان لے"۔

(تقریر تربیتی کلاس۔ الفضل ۶ مارچ ۱۹۶۶ء صفحہ ۴)

# احمدی وفد کا بوسنیا کا آنکھوں دیکھا حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**AHMADIYYA MUSLIM FOREIGN MISSIONS OFFICE**

INTERNATIONAL HEADQUARTERS RABWAH, PAKISTAN

London Office: 16 Gressenhall Road, London SW18 5QL U.K. Telephone: 081-870 6134
Cables: Islamabad London. Telex: 262433 MON REF.G 1292. Fax: 081-870 1095

Ref: T-10506
Date 27.1.93

مکرم و محترم امیر صاحب امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے دو ازاد پر مشتمل قافلہ امدادی سامان لے کر بوسنیا گیا۔ ان کی طرف سے اس سفر کی جو رپورٹ موصول ہوئی ہے وہ حسب ہدایت حضور انور آپ کو ارسال ہے فرمایا ہے کہ اس رپورٹ کو "احمدی وفد کا بوسنیا کا آنکھوں دیکھا حال" کے عنوان سے مختصر رپورٹ کے طور پر اپنے ملکی رسالہ میں شائع کریں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

والسلام
خاکسار
[illegible]

اس کیمپ میں ہم پہلے امدادی سامان لیکر جانے والے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان کا گذر بسر کیسے ہوتا ہے۔ شدید سردی میں چھوٹے جوتے آگے سے کاٹ کر پہنتے ہیں کہ پورے آ جائیں۔ عورتیں پلاسٹک اور ربڑ کی جوتیاں پہنتی ہیں ہمارے جرمن ہمسفر ان کی اس کسمپرسی کی حالت کو دیکھ کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ ہماری بھی کیفیت کچھ ایسی ہی تھی۔ مگر صبر کا دامن ہم نے تھامے رکھا۔ ترجمان کے ذریعہ جب بات ہوئی تو انہوں نے جواب دیا کہ امدادی سامان محاذِ جنگ پر بھیج دیں وہاں ان کو زیادہ ضرورت ہے۔ یہ واقعہ بالکل ان صحابہؓ کے واقعہ کی طرح ہے جنہوں نے دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی۔ ان میں سے کسی خاتون کے پاس سر ڈھانپنے کیلئے کوئی

کپڑا وغیرہ نہیں ہے۔ نماز کی ادائیگی میں انہیں اس وقت کا سامنا ہے کہ سر ننگے ہیں۔ انہوں نے صرف سر ڈھانپنے کیلئے کپڑوں کا ہی مطالبہ کیا۔ مسلمان بچوں کو کرسچئین سکولوں میں جانے کی اجازت نہیں۔ ایک مسلمان پروفیسر عورت نے بچوں کو پڑھانے کا انتظام کیا ہے۔ ان بچوں کی تعداد چھ صد (600) کے قریب ہے۔ مگر کاغذ پنسل اور کاپی کتاب کچھ بھی انکے پاس نہیں اگر انہیں یہ سامان پہنچا سکیں تو عظیم خدمت ہوگی۔

اطلاعات کے مطابق سربئین لوگوں نے یہ جنگ باقاعدہ منصوبے کے تحت شروع کی۔ جنگ سے چند دن پہلے ہر قسم کی ٹرانسپورٹ غائب کر دی گئی۔ اور ہر طرح کا کھانے کا سامان بوسنیا سے خرید کر سربیا میں سٹاک کر لیا گیا۔ سرا جیوو میں سامان خورد و نوش بے حد مہنگا ہے۔ عورتوں اور بچوں کو نہایت بھیانک طریقے پر ذبح کیا جاتا ہے۔ مثلاً سر ہتھوڑے کیل کر لاش پانی میں بہا دیتے ہیں۔

(End)

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"خدا سے ڈرتے رہو اور تقوٰی اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دُنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوٰی سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴، ۲۵)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دُوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے